جلد ۲۵ وقد اخذ میثاقکم ان کنتم مومنین عدد ۵

ماہنامہ میثاق

مئی ۱۹۷۷ء

★

مدیر مسئول

ڈاکٹر اسرار احمد

★

مرتب

جمیل الرحمٰن

یکے از مطبوعات

مرکزی مکتبہ تنظیم اسلامی

(36-K) ماڈل ٹاؤن لاہور

فون : ۳۵۲۶۱۱

چندہ سالانہ ۱۵/۰ — قیمت فی نسخہ ۲/۰۰

ماہنامہ میثاق لاہور

جلد ۲۵	ماہ مئی ۱۹۷۷ء	شمارہ ۵

مشمولات

● تذکرہ و تبصرہ	جمیل الرحمن	صفحہ	۱
● بصائر و عبر	جناب مولانا محمد یوسف بنوری	،،	۱۱
● علامہ اقبال کا ایک خواب	ڈاکٹر اسرار احمد	،،	۱۵
● بالا کوٹ	ڈاکٹر اسرار احمد	،،	۱۷
● اے دل بیتاب ٹھہر !	قاضی عبدالقادر	،،	۲۱
● نغمہ تکبیر	جناب ماہرالقادری	،،	۲۴

● پانچ سالہ رپورٹ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

● تقدیم	۲
● قرار داد تاسیس معہ اسمائے گرامی مؤسسین	۴
● قرار داد تاسیس کی مختصر تشریح	۷
● پانچ سالہ روداد انجمن اور حسابات	۹
● فہرست مطبوعات مکتبہ مرکزی انجمن	۶۳
● قواعد و ضوابط معہ توضیحات	۶۵

ڈاکٹر اسرار احمد (ناشر) نے باہتمام چوہدری رشید احمد (طابع) مکتبہ جدید پریس
شارع فاطمہ جناح سے چھپوا کر مرکزی مکتبہ تنظیم اسلامی ،
۳۶ - کے ماڈل ٹاؤن - لاہور سے شائع کیا -

جمیل الرحمٰن — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ و تبصرہ

قارئینِ 'میثاق' بخوبی آگاہ ہیں کہ اِدھر کئی سال سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے سیاسیات کے موضوع پر قلم نہیں اٹھایا۔ جن حضرات کا رابطہ 'میثاق' سے پُرانا ہے وہ جانتے ہیں کہ ۶۷ء سے ۷۱ء تک ملکی و قومی مسائل اور سیاسی حالات و واقعات پر نہایت گراں قدر تبصرے اور تجزیئے موصوف کے قلم سے نکل کر 'میثاق' کے صفحات کی زینت بنتے رہے (اِن شاء اللہ العزیز! اب جلد ہی ان کو ایک مجموعے کی صورت میں شائع کر دیا جائے گا)۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے ان موضوعات پر لکھنا بالکل بند کر دیا اور اپنی پوری توجہ ایک ہی کام پر مرتکز کر دی یعنی تعلیم و تعلّمِ قرآن جس میں وہ بالکل ؎

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم — اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنیم!

کی سی کیفیت کے ساتھ منہمک ہو گئے، اور یہ بات ہرگز قابلِ تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک کے ساتھ اُن کے اِس انہماک اور شغف کو شرفِ قبول عطا فرمایا اور اس کام نے اتنی وسعت اختیار کی کہ پہلے قرآنِ حکیم کے انقلابی فکر کی نشر و اشاعت کے لیے مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور قائم ہوئی اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد اِس انقلاب کے لیے عملی سعی و جُہد کے لیے 'تنظیم اسلامی' وجود میں آگئی 'میثاق' اس ارتقائی عمل کے ہر مرحلے پر ان کے ساتھ قدم بہ قدم چلتا رہا۔ چنانچہ ۶۶ء سے ۷۲ء تک وہ ان کے ایک ذاتی اشاعتی ادارے 'دار الاشاعت الاسلامیہ' کا پرچہ تھا۔ پھر جنوری ۷۳ء سے جولائی ۷۶ء تک وہ انجمن خدّام القرآن کا آرگن رہا۔ اور اس کے بعد سے اس نے 'تنظیم اسلامی' کے ترجمان کی حیثیت اختیار کر لی۔

زیرِ نظر شمارے کا اکثر حصّہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کی ایک پانچ سالہ رپورٹ پر مشتمل ہے۔ جو ۱۲/ اپریل ۷۷ء کی صبح کو انجمن کے پانچویں سالانہ اجلاس میں پیش کی گئی۔ یہ رپورٹ ظاہر ہے کہ کسی بھی اعتبار سے مکمل قرار نہیں دی جا سکتی تاہم یہ ایک جامع مرقّع ہے اس جِدّ و جُہد کا جس کے نتیجے میں 'تنظیم اسلامی' کا قیام عمل میں آیا، اور اس اعتبار سے ایک جُزو لاینفک ہے خود تنظیم اسلامی کی تاریخ کا۔ اِس رپورٹ کے آخر میں انجمن کے قواعد و ضوابط بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں چونکہ انجمن کا قیام ایک

ارتقائی عمل کے سلسلے کی کڑی ہے لہٰذا اسے اپنے صحیح PERSPECTIVE میں پیش کرنے کی غرض سے اس کے آغاز و اختتام پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی وہ تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں جو پس منظر اور 'توضیحات' کے عنوان سے انجمن کے پہلے دستور میں شائع ہوئی تھیں

جنوری ۷۷ء میں پاکستان میں عام انتخابات کے انعقاد کے اعلان سے ملک کی سیاسی فضا میں جو گہما گہمی شروع ہوئی تھی اور جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک طوفان کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے شخصاً اور 'تنظیم اسلامی' نے بحیثیتِ جماعت کامل غیر جانبداری اور لاتعلقی اختیار کی، اور یہ کوئی وقتی یا اتفاقی فیصلہ نہیں تھا بلکہ اُس اساسی فکر کا لازمی و منطقی نتیجہ تھا جس پر 'تنظیم اسلامی' کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ چنانچہ دستورِ تنظیم اسلامی میں 'قرار دادِ تاسیس' کی شرح و توضیح کے ضمن میں واضح طور پر یہ موقف بیان کر دیا گیا ہے کہ :

"اس سلسلے میں یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ ہمارے معاشرے کا مجموعی مزاج اگرچہ دین سے بہت دور ہو چکا ہے اور اس اعتبار سے انتہائی اصلاح طلب ہے لیکن دعوت و اصلاح کے عمل میں دو حقائق کا لحاظ ضروری ہے۔ ایک یہ کہ یہ معاشرہ ایک مجموعی اکائی ہے اور اس کے تمام طبقات میں اختلاط سرایت کر چکا ہے ۔ اس اعتبار سے اس کے مختلف طبقات میں کمیت کا تھوڑا بہت فرق چاہے موجود ہو کوئی بنیادی امتیاز موجود نہیں ہے، اور دوسرے یہ کہ اختلاط براہِ راست نتیجہ ہے جذباتِ ایمانی کے ضعف اور کتاب و سنّت کے علم کی کمی کا۔ اس میں دین دشمنی کا عنصر چند ایسی استثنائی صورتوں کے سوا موجود نہیں ہے جو اگرچہ بجائے خود تو بہت خطرناک ہیں اور ان سے خبردار رہنے کی بھی ضرورت ہے تاہم مجموعی اعتبار سے ہمارے معاشرے کے عام بگاڑ کا اصل سبب دین دشمنی نہیں بلکہ دین سے لاعلمی ہے! حکومت اس معاشرے کا جامع عکس، اور اربابِ اقتدار اس کا اہم جزو ہیں۔ اُن کو اپنی اہمیت اور معاشرے میں اثر و نفوذ کی قوت و صلاحیت کے اعتبار سے دعوت و تخاطب میں اوّلیت تو دی جا سکتی ہے اور دی جانی چاہئے لیکن انہیں دین کا دشمن قرار دے کر ان کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات پیدا کرنے کے لیے عوام کے دینی جذبے کو مشتعل کرنا درآنحالیکہ خود عوام کی ایک عظیم اکثریت کا حال دین سے بے خبری اور عملی بُعد کے اعتبار سے خود کم و بیش وہی ہے جو اصحابِ قوّت و اختیار کا، نہ اُن کی خیر خواہی ہے نہ خود دین کی۔ رہا اقتدار کے حصول کی خاطر برسرِ اقتدار طبقے کے مخالف و معاند کی حیثیت اختیار کرنا تو یہ ہمارے نزدیک دینی نقطۂ نگاہ سے نہایت مُضر ہی نہیں سخت

مہلک ہے، جس سے کلّی اجتناب لازمی و لابدی ہے۔ ہمارے نزدیک "اَئِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ" اور "عامتھم" دونوں ہی نصح و خیر خواہی کے برابر مستحق اور دعوت و اصلاح کے یکساں محتاج ہیں!

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ ہماری دانست میں انتخابات کے ذریعے عمومی اصلاح کا نظریہ نری خام خیالی پر مبنی ہے۔ بحالتِ موجودہ تو اس امر کا سرے سے کوئی امکان ہی نہیں ہے کہ انتخابات کے ذریعے اصلاح کی اُمید کی جائے۔ ویسے بھی ہماری رائے میں انتخابات میں دوسری جماعتوں کے مخالف و مقابل کی حیثیت سے شرکت، دعوت و اصلاح کے صحیح نہج کے منافی ہے اور اس سے قبولِ حق کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔"

تاہم چونکہ یہ بھی کسی درجے میں مطلوب نہ تھا کہ جو لوگ خلوصِ نیت کے ساتھ اس ملک میں انتخابات کے ذریعے 'اِسلامی نظام' یا 'نظامِ مُصطفیٰ' کے قیام کے لیے کوشاں ہیں اُن کی مخالفت کی جائے یا انہیں کوئی ضعف پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ لہٰذا اس موقع پر کامل سکوت کی روش اختیار کی گئی اور بہت سے احباب و رفقاء کے اس شدید اصرار کے باوجود کہ اپنا موقف واضح طور پر بیان کیا جائے اور کم از کم اپنے دستور کی منقولہ بالا عبارت ہی کی بڑے پیمانے پر اشاعت کی جائے۔ اس سے اس لئے احتراز کیا گیا کہ اس سے اس وقت خواہ بلاواسطہ اور حد درجہ حقیر پیمانے پر ہی سہی بہرحال برسراقتدار جماعت کو تقویت پہنچتی ہے۔ جو کسی بھی درجے میں مطلوب یا مقصود نہیں! چنانچہ طے پایا کہ بحیثیت جماعت کامل سکوت اختیار کیا جائے۔ البتہ احباب و رُفقاء کو اختیار دے دیا جائے کہ وہ فرمانِ نبوی "اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ" کی رُو سے اپنے دل کی آواز پر عمل کریں۔ نتیجۃً تنظیم کے بہت سے احباب نے انتخابی مہم میں عملی حصّہ لیا ـــــ حتیٰ کہ متعدد رفقاء نے متحدہ قومی محاذ کے پولنگ ایجنٹ کے طور پر بھی کام کیا۔

پچھلے ماہ انتخابات کے بعد حالات نے ایک بالکل ہی ایک نیا رُخ اختیار کر لیا اور انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلی پر احتجاج نے ایک عوامی ایجی ٹیشن کی صورت اختیار کر لی۔ جو ان سطور کی تحریر کے وقت تک ملک کے نصف درجن کے لگ بھگ بڑے شہروں میں مارشل لاء اور کرفیو پر منتج ہو چکی ہے اور جس کے آخری نتیجے کے بارے میں بفحوائے الفاظِ قرآنی :۔ "وَاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ رَشَدًا"[1] کچھ نہیں کہا جا

[1] اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آیا زمین والوں کے ساتھ کوئی بُرا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کا رب انہیں راہِ راست دکھانا چاہتا ہے۔

سکتا کہ خیر کی جانب ہوگا یا شر کی جانب۔

اِس عوامی ایجی ٹیشن کے دو پہلو حد درجہ دل خوش کُن بھی ہیں، یعنی ایک یہ کہ اِس میں عوام کو اُبھارنے اور قربانی پر آمادہ کرنے والا اصل جذبہ مذہبی تھا۔ جس سے تحریکِ پاکستان کا سا جوش و خروش پھر تازہ ہوگیا، اور اس سے ایک مرتبہ پھر یہ واضح ہوگیا کہ پاکستان میں راسخ العقیدہ اسلام کتنی گہری جڑیں رکھتا ہے اور علماء کو کس قدر اثر و نفوذ حاصل ہے اور دوسرے یہ کہ بحمد اللہ پاکستان میں بسنے والے بالکل مُردہ نہیں ہیں جبکہ ؎ "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!" ——

تاہم چونکہ یہ پوری صورتِ حال ایک فرع (COROLLORY) ہے عام انتخابات کی جس کے بارے میں تنظیم کا نقطۂ نظر وہ ہے جو اُوپر نقل ہو چکا ہے لہٰذا 'تنظیم' نے اس میں بھی شمولیت سے احتراز کیا۔ اور اگرچہ ایک طرف یہ بھی نظر آرہا تھا کہ اب یہ عوامی تحریک اس مقام تک پہنچ چکی ہے جہاں صورت یہ ہوتی ہے کہ: "جو ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارا دشمن ہے!" اور دوسری طرف جو کچھ دیکھنے یا سُننے میں آیا، اُس سے خود اپنے جذبات بھی بار بار اُمڈ اُمڈ کر زور لگاتے رہے کہ ؎: "لاکھ حکیم سربجیب ایک کلیم سربکف!" اور ؎: "عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بُنیاد!" کے مصداق نعرہ مار کر میدان میں آجایا جائے۔ لیکن پھر جوش پر ہوش غالب آجاتا رہا اور جب بھی غور کیا نظر یہی آیا کہ ہمارے موجودہ معاشرے میں دین کے لیے کام کا یہ طریق نہ موزوں ہے نہ مفید۔ اِس سے زیادہ سے زیادہ جو خیر متوقع ہو سکتا ہے وہ یہ کہ ملک میں جمہوری اقدار کو فروغ اور استحکام حاصل ہو۔ جبکہ دوسری طرف اِس 'شرِ عظیم' کا بھی پُورا اندیشہ موجود ہے کہ اِس سے اِس ملک کے دشمن یا کمیونسٹ اور انارکسٹ فائدہ اُٹھائیں اور خدانخواستہ اس ملک کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ!

وسط ماہِ اپریل کے لگ بھگ شدید خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ شاید ملک حد درجہ ہلاکت خیز خانہ جنگی کا شکار ہو جائے۔ چنانچہ ۱۵۔ اپریل ۷۷ء کو جامع مسجد خضراء، سمن آباد، لاہور میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے 'تنظیم اسلامی' کے داعیٔ عمومی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اِس ہولناک صورتِ حال کا تجزیہ بھی قرآنِ حکیم کی روشنی میں کیا —— اور از رُوئے قرآن ہی اُس کے اصل علاج کی طرف بھی توجہ دلائی۔ افسوس کہ موصوف کا یہ خطاب ٹیپ نہ کیا جا سکا ورنہ موجودہ حالات پر "تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ" کی ایک قابلِ قدر تفسیر قارئین کے سامنے آجاتی۔ تاہم عربی کے اِس مقولے کے مطابق کہ: "مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ"[1] ان کے خطاب کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے:۔

---

[1] جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے تو اُس کے بعض ہی کو حاصل کر لینا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد حسبِ ذیل آیاتِ قرآنی تلاوت فرمائیں :-

(۱) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝
(الرّوم : ۴۱)

خشکی اور تری سب فتنہ و فساد کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ بہ سبب لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے، تاکہ اللہ انہیں اپنے بعض کرتوتوں کا مزا چکھائے شاید کہ باز آجائیں۔

(۲) وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝
(السّجدہ : ۲۱)

اور ہم اِس بڑے عذاب سے قبل (جو ان کا قصّہ بالکل ہی چکا دے) اُنہیں چھوٹے عذاب سے دوچار کرتے رہیں گے۔ شاید کہ وہ باز آجائیں۔

(۳) قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ
(الانعام : ۶۵)

کہو! وہ اللہ قادر ہے اِس پر کہ تم پر کوئی عذاب مُسلّط کر دے، خواہ تمہارے اوپر سے خواہ تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمھیں متحارب گروہوں میں تقسیم کر دے اور پھر تم میں سے کچھ کو دوسروں کی قوّتِ حرب و ضرب کا مزہ چکھلائے!

(۴) فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ۝
(الانعام ۴۳، ۴۴)

پھر کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب اُن پر ہمارا عذاب آیا تو وہ گڑگڑاتے اور عاجزی اختیار کرتے۔ اِس کے برعکس اُن کے دل سخت ہوتے چلے گئے، اور شیطان نے اُن کے لیے اُن کے اعمال کو خوش نُما بنا دیا۔ پھر جب وہ اس نصیحت کو بالکل بھول گئے تو ہم نے اُن پر تمام اشیاء اور ساز و سامانِ دُنیوی کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں مست و مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے اُن کو [illegible]

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط (التحریم : ۸) — اے اہلِ ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں کامل خلوص و اخلاص کے ساتھ۔

(۶) عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ○ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء : ۸، ۹) — ہو سکتا ہے کہ (اب بھی) تمھارے ربّ کی رحمت تمھارے شاملِ حال ہو جائے اور اگر تم نے وہی کیا جو پہلے کر رہے تھے تو ہم بھی وہی کریں گے جو ہم نے کیا۔ اور ہم نے جہنّم کا گھیرا تو کافروں کے گرد ڈالا ہوا ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے اس راہ کی جانب جو سب سے سیدھی ہے۔

اور پھر اُن کے حوالے سے حسبِ ذیل نکات تفصیلاً بیان فرمائے :

۱۔ اس عالمِ آب و گِل میں جو حالات و واقعات رُونما ہوتے ہیں اور جن حوادث و مصائب کا ظہور ہوتا ہے وہ خواہ خالص مادّی و عنصری ہوں جیسے زلزلے، سیلاب اور طوفان خواہ اجتماعیاتِ انسانیہ سے متعلق ہوں جیسے فتنہ و فساد اور بدامنی و خونریزی، اُن کے کچھ اسباب مادّی و ظاہری ہوتے ہیں اور کچھ باطنی و ماورائی۔ جن لوگوں کے ذہنوں پر الحاد اور مادّہ پرستی کی چھاپ ہوتی ہے وہ اسباب و علل کے ضمن میں بھی صرف مادّی و ظاہری عوامل میں اُلجھے رہتے ہیں اور اُن کے تدارُک کے لیے بھی صرف مادّی و ظاہری تجاویز ہی پر غور کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جو حقیقت آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ جُملہ اسباب و علل پر ایک مُسبّبُ الاسباب کی حکمت و تدبیر کی کارفرمائی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی پتّہ تک جُنبش نہیں کر سکتا جب تک اُس کی بارگاہ سے اُس کا اذن صادر نہ ہو جائے!

۲۔ ہم اِس وقت بحیثیت ملک و قوم "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" کی جس کیفیت سے دوچار ہیں، اُس کے یقیناً کچھ فوری اور ظاہری اسباب بھی ہیں۔ لیکن اِس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم اپنی بدعہدی کی پاداش کے طور پر عذابِ خداوندی کی گرفت میں آچکے ہیں۔ اِس لیے کہ از رُوئے قرآنِ حکیم اِس کا سببِ واحد تو ہے : "بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ" یعنی ہمارے اپنے اعمال اور کرتُوت اور اُس کے مقاصد ہیں دو طرفہ۔ یعنی ایک یہ کہ : "لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا" تاکہ مزا چکھایا جائے ہمیں ہماری بعض بدعملیوں کا اور دوسرے : "لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ" یعنی شاید کہ ہم باز آجائیں اور توبہ کرلیں! ——

آیت ۲۱ میں اِس مضمون کی مزید تفصیل وارد ہوئی ہے یعنی سُنّتُ اللہ یہ ہے کہ کسی قوم کو دفعتہً آخری سزا یعنی عذابِ استیصال سے دوچار نہیں کر دیا جاتا بلکہ اِس سے پہلے تنبیہات کے طور پر چھوٹی چھوٹی سزائیں دی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر ہوش میں آسکتے ہوں تو آجائیں اور اصلاح پذیری کا مادّہ رکھتے ہوں تو

اصلاح کرلیں۔ تیسری آیت میں عذابِ الٰہی کی ممکنہ صورتوں کا ذکر ہے، کہ کبھی یہ اُوپر سے آتا ہے، کبھی نیچے سے، کبھی خارج سے آتا ہے اور کبھی آتش فشاں کی مانند کسی قوم کے اندر سے پھوٹ پڑتا ہے آیت کے بین السطور سے صاف جھلکتا ہے کہ عذاب کی یہ آخری صورت شدید ترین ہے۔ اِس لیے کہ اس میں بھائی کا خنجر بھائی کے سینے میں پیوست ہوتا ہے اور بھائی کی عزت کا دامن بھائی کے ہاتھوں تار تار ہوتا ہے اور اِس طرح اس میں جسمانی اذیت و تکلیف پر قلبی کوفت اور رُوحانی کرب کا اضافہ ہو جاتا ہے ۔اور انتہائی قابلِ حذر مقام ہے کہ آج ہم بحیثیتِ قوم اِسی نوع کے عذاب کے دہانے پر کھڑے ہیں، اور اگر خدا کی رحمت ہی جوش میں آجائے اور «کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا» کی شان کا ظہور ہو جائے تو بات دوسری ہے، بظاہر احوال تو کوئی صورت رُستگاری کی نظر نہیں آتی۔

۳۔ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ جس بدعہدی و غداری یا جُرم کی سزا ہمیں مل رہی ہے وہ کسی ایک یا چند افراد یا قوم کے کسی ایک طبقے یا گروہ کا نہیں ہے بلکہ پُوری قوم کا ہے۔ علامہ اقبال نے بہت خوب کہا کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
نہیں کرتی کبھی ملت کے گناہوں کو معاف!

واقعہ یہ ہے کہ یہ مملکت خداداد پاکستان ہمیں خالص معجزانہ طور پر صرف اِس لیے عطا ہوئی تھی کہ ہم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ "ہم صرف تیری بندگی کے لیے آزاد ہونا چاہتے ہیں!" اللہ نے ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کی مخالفت کے علی الرغم ہمیں آزادی و خود مختاری عطا فرمادی کہ: لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ!" (تاکہ ہم دیکھیں کہ اب تم کیا کرتے ہو!) اور کون نہیں جانتا کہ ہم نے کیا کیا! اور کسی ایک یا چند نے نہیں، سب نے کیا۔ سیاست دان اور رہنما ہمہ تن کرسیوں کی جنگ میں مصروف ہو گئے تو عوام نے دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹنے ہی کو زندگی کا واحد مقصود قرار دے لیا اس سے آگے نہ خواص نے کچھ سوچا نہ عوام نے۔ افسوس کہ جنھیں گھر بیٹھے آزادی کی دولت ہاتھ آئی تھی اُنھوں نے تو جو کیا سو کیا، وہ لوگ بھی جو خون کے دریا عبور کر کے پاکستان پہنچے تھے بس ذرا کے ذرا ہی ٹھٹکے، پھر بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے ہی پر اکتفا نہیں بلکہ لنگر لنگوٹ کس پُورے کے پُورے کود گئے۔

لگ بھگ اٹھارہ سال بعد پہلی تنبیہ آئی۔ ۱۹۶۵ء میں پاؤں نیچے کی زمین کھسکتی سی محسوس ہوئی تو پُوری قوم نے جھُرجھُری سی لی۔ نیند کے متوالے جاگے، خدا کے سامنے جھکے اور گڑگڑائے۔ رحمتِ خُداوندی جوش میں آئی اور نہ صرف یہ کہ سزا ٹل گئی بلکہ پُوری دُنیا میں بہادری اور شجاعت کا ڈنکا بج گیا۔

۱؎ تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اُس سے بچا لیا۔

لیکن پھر وہی خوابِ خرگوش اور وہی صحیح و غلط اور حلال و حرام سے قطعِ نظر، دولت سمیٹ لینے کی دھن، سودی لین دین کھلّم کھلا، جوا اور سٹہ بر سرِ عام، رشوت کی گرم بازاری، جھوٹ دھوکہ فریب، بد عہدی اور خیانت کا دَور دَورہ، بے پردگی، عریانی، بے حیائی اور فحاشی کا سیلاب الغرض عذابِ خداوندی کو دعوت دینے کی کوئی تدبیر ایسی نہ تھی جو ہم نے اختیار نہ کی ہو۔ نتیجۃً "اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً" کی گھڑی آن پہنچی --- ۷۰-۱۹۶۹ء کا داخلی خلفشار، گھیراؤ جلاؤ کی دھمکیاں۔ دائیں اور بائیں بازو کے کھلے تصادم کے خطرات اور وہی "فَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ" کی صورت، یہاں تک کہ ملک دولخت ہوا۔ بنگلہ دیش بنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انتہائی ذلّت آمیز اور رسوا کن شکست نصیب ہوئی۔ ایک لاکھ کے لگ بھگ جنگی قیدی بنے --- اور نہرو کی بیٹی نے فخر سے کہا: "ہم نے ہزار سالہ شکست کا بدلہ چکا لیا!" اور ہم واقعتہً "فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ" کی منہ بولتی تصویر بن گئے!

اور کون کہہ سکتا ہے کہ ۱۹۷۱ء میں مغربی پاکستان بھی اپنے زورِ بازو سے بچا۔ یہ بھی ایک معجزہ ہی تھا، اندرا گاندھی کا یک طرفہ اعلانِ جنگ بندی۔ جبکہ ہماری قوّتِ مدافعت نہ ہونے کے برابر تھی اور حوصلے انتہائی پست ہو چکے تھے۔ عالمِ اسباب میں یہ نکسن کا الٹی میٹم تھا کوسی گن کو --- اور آسمانِ ماسکو کی وحی تھی اندرا گاندھی کو --- لیکن عالمِ حقائق میں یہ تصرّف تھا اللہ کی اُن انگلیوں کا جو انسانوں کے دلوں کو جدھر چاہیں پھیر دیتی ہیں! --- مشیّتِ الٰہی نے ہمیں ایک موقع اور عطا فرمایا۔ "لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ"!

لیکن ہے کوئی جو کہہ سکے کہ اُس نے ایسے کھلے عذاب کے بعد بھی اپنے شب و روز کے معمولات ہی میں کوئی فرق پیدا کیا ہو؟ دوسروں کو جانے دیجئے، مسجدوں میں آنے والے دیندار لوگ ہی اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔ خود ہم میں سے کوئی ہے جو کہہ سکے اُس نے اپنی زندگی کے رُخ میں کوئی تبدیلی پیدا کی ہے --- تو پھر کون سے تعجب کی بات ہے اگر آج ہم آتش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہیں اور مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں نے ہمیں ہر چہار طرف سے گھیر لیا ہے۔ دو ماہ سے زاید ہونے کو آئے کہ ملک میں کاروبار معطّل ہے، کارخانے بھی بند ہیں اور بازار بھی عوامی ایجی ٹیشن کا ایک طوفان ہے جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ سینکڑوں جانیں تلف ہو چکی ہیں اور اربوں روپے کی املاک نذرِ آتش ہو چکی ہیں --- اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک تباہ کن خانہ جنگی کے مہیب سائے سروں پہ منڈلا رہے ہیں --- اور کچھ ایسا لگتا ہے کہ ؎

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارِ زماں ‏ ‏ جس نے اس کا نام رکھا ہے جہاں کافانوس

یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ کسی ملک میں جو بھی صحیح یا غلط اور قانونی یا غیر قانونی حکومت قائم ہو اس کے سربراہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں کہ :

"THEN THE GAME IS OVER AND THE END!"

۴- اس صورتِ حال کا واحد علاج یہ ہے کہ ہم پلٹیں اللہ کی طرف اور توبہ کریں اس کی جناب میں کامل خلوص و اخلاص کے ساتھ! معافی مانگیں اُس تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی- اور از سرِ نو اُستوار کریں اُس کے ساتھ عہدِ وفاداری ـــ اور پھر پکاریں اُس کی رحمت کو اور دہائی دیں اُس کے حلم و کرم کی! کیا عجب کہ اُس تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے اور وہ ہمیں ایک موقع اور عطا فرما دے! آنحضورؐ کا فرمان ہے کہ : لَا یَرُدُّ الْقَضَاءُ اِلَّا بِالدُّعَاءِ' دعا قضا کو بھی لوٹا دیتی ہے- لیکن دعا کے لیے شرطِ لازم یہ ہے کہ پہلے اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کیا جائے اور اُسے دھوکے اور فریب یعنی "مخادعت" کی بجائے خلوص و اخلاص پر اُستوار کیا جائے۔

۵- ہمارے لیے سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸ میں نوید بھی ہے اور تحدید بھی- رحمتِ خداوندی اب بھی شاملِ حال ہو سکتی ہے، بشرطیکہ ہم تجدیدِ ایمان، توبہ اور تجدید عہد کے ذریعے اپنا معاملہ درست کر لیں- بقول جگر مراد آبادی ؎

چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی

چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے رُوٹھی بہار اب بھی

لیکن "عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ" کے ساتھ ساتھ "وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا" کی وعید کی تلوار بھی سروں پہ لٹکی ہوئی ہے- اگر اب بھی ہوش میں نہ آئے اور بارگاہِ خداوندی میں رجوع نہ کیا تو کوڑے پہ کوڑے برستے رہیں گے اور عذاب پر عذاب آتے رہیں- بلکہ کیا عجب کہ قصہ ہی چکا دیا جائے اور سپین کے مسلمانوں کی طرح برِّ صغیر میں بھی وہ صورت پیدا کر دی جائے کہ : كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" گویا کہ وہ یہاں بستے ہی نہ تھے اور "لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ" اب اُن کے محلوں کے کھنڈروں کے سوا اور کچھ نظر آتا! ـــ الغرض "ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"! اور یہ نہیں تو کم از کم یہ تو ہے ہی کہ ایک مصیبت سے نجات پائیں گے تو دوسری میں پھنس جائیں گے، ایک بلا سے چھٹکارا ملے گا تو دوسری منہ کھولے منتظر ملے گی- ایک کی آمریت کا قصہ ہو گا تو شامتِ اعمال دوسرے کو مُسلّط کر دے گی، اور اگر اُس سے بھی نجات پا گئے تو وہی شامتِ اعمال

کوئی اور رُوپ دھار کر سامنے آن کھڑی ہوگی۔ اِس لیے کہ یہ فرمان اُن کا ہے جو "اَلصَّادِق" بھی ہیں اور "المصدوق" بھی صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ: "اَعمَالُکُم عُمَّالُکُم!" (یعنی تمہارے اعمال ہی تم پر حاکم بن جاتے ہیں) اور: کَمَا تَکُونُونَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیکُم!" (یعنی جیسے تم خود ہوگے ویسے ہی اُمراء تم پر مسلّط کر دیے جائیں گے!) گویا جب تک قوم کی اخلاقی و عملی اصلاح نہ ہوگی حکومت کی اصلاح ناممکن ہے اور ہزار تدبیر کی جائے، صورت وہی رہے گی کہ ؎ "رُشتہ از یک بند تا اُفتاد در بندِ دگر!"

۶- ہمارے لیے سب سے بڑی نوید یہ ہے کہ ہمارے پاس اللہ کا کلام من و عن موجود ہے جو: یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ" بھی ہے اور: حَبْلُ اللہِ المتین" بھی۔ لہٰذا جہاں تجدیدِ ایمان، توبہ اور تجدیدِ عہد سے ہمارے تباہی کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رُک سکتے ہیں، وہاں قرآن کا دامن تھام کر ہم کامیابی و کامرانی اور فوز و فلاح کی جانب سفر کا آغاز بھی کر سکتے ہیں۔ گویا اگر ہم چاہتے ہیں کہ: وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا" کی خدائی شان کا ظہور ہو تو اس کے لیے بھی: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ" اور: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" دونوں شرطیں پُوری کرنی ہوں گی۔

۷- خدا کے پیمانے ہمارے پیمانوں سے اور خدا کا حساب ہمارے حساب سے بہت مختلف ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پُوری قوم ؎: ترکِ خود کُن، سُوئے حق ہجرت گزیں!" کے اس راستے پر گامزن ہو تب ہی صورتِ حال بدلے۔۔۔ اگر ایک قدرِ قلیل جماعت بھی اس پر کامل خلوص و اخلاص سے کمربستہ ہو جائے تو کوئی عجب نہیں کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آئے اور ہمیں ایک موقع اور عنایت فرما دیا جائے۔۔۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیْزٍ۔۔۔!!

ڈاکٹر صاحب کے خطابِ جمعہ کے اِس خلاصے کے ساتھ ساتھ اس شمارے میں ہم مولینا محمد یُوسُف بنوری مُدّ ظلّہٗ کے قلم سے نکلی ہوئی وہ تحریر بھی شائع کر رہے ہیں جو اس ماہ کے "بیّنات" میں 'بصائر و عبر' کے ذیل میں شائع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے بھی تقریباً یہی باتیں نہایت سوز و دردمندی کے ساتھ فرمائی ہیں۔ کاش! قوم ان کی جانب دھیان دے!

مزید برآں! یہ 'میثاق' کی ماہ مئی ۷۷ء کی اشاعت ہے۔ افسوس کہ ہمارا حال یہ ہے کہ یکم مئی کو تو پورے ملک میں تعطیل بھی ہوتی ہے اور شکاگو کے مزدوروں کی قربانیوں کی یاد بھی منائی جاتی ہے لیکن اُمّتِ مُسلمہ کی ایک عظیم اکثریت کو یہ یاد تک نہیں کہ ۶۔ مئی ۱۸۳۱ء کو شہادتِ بالاکوٹ کا عظیم واقعہ

بصائر و عبر

از قلم : مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ

ماخوذ از ماہنامہ "بینات" ، کراچی

قدیم ترین آسمانی قانونِ الٰہی ہے کہ نعمت کے شکر ادا کرنے سے جہاں حقِ نعمت ادا ہوتا ہے وہاں نعمت میں ترقی بھی ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے :۔ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" (اگر شکرِ نعمت ادا کرو گے تو اور زیادہ دیں گے) ملک خداداد پاکستان بلاشبہ عطیۂ الٰہی تھا ، اس شکرِ نعمت کا طریقہ یہی تھا کہ صالح حکومت ہوتی ، صالح قیادت کی سرپرستی میں قانونِ عدل کا پرچم لہراتا۔ شراب نوشی ، فحاشی ، بے غیرتی ، ڈاکہ ، چوری ، قتل و قتال پر شرعی سزائیں نافذ ہوتیں ، ہر طرح جان و مال و آبرو کی حفاظت ہوتی ، خدا ترسی کی زندگی ہوتی مسجدیں آباد ہوتیں۔ ایک بہترین معاشرہ وجود میں آتا ، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتیں۔ آسمان کے فرشتے دعائیں کرتے ، زمینی مخلوق تعریفیں کرتی ، ہر شخص اپنی جگہ مطمئن و قانع ہوتا ، پولیس رعایا کی جان و مال کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرتی ، فوج مملکت کے حدود کی حفاظت کو اپنا فخر سمجھتی ، سرکاری اداروں میں خدمت انجام دینے والے اصحاب پورا پورا فرضِ منصبی ادا کرتے ، نہ حرام خوری ہوتی ، نہ رشوت ستانی ہوتی ، نہ خیانت ہوتی۔ الغرض ایک پاکیزہ اور صالح ترین معاشرہ جنم لیتا ، اور یہ دنیا بھی باشندوں کے لیے جنت بنتی ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔۔۔ کسے را باکسے کارے نباشد !

خدا بھی راضی ، مخلوقِ خدا بھی راضی ، رُوح بھی خوش ، پیٹ بھی پُرسکون۔

یہ ایک سرسری جائزہ ہے کہ نقشہ پاکستان کا کیسے ہونا چاہیئے تھا ، پھر بھی اگر یہ محسوس ہوتا کہ اتنی بڑی نعمت کا حقِ شکر ادا نہیں ہوا تو تقصیر کا احساس ہوتا اور اس تقصیر کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے بقول شیخ سعدیؒ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش ۔۔۔ عذر بدرگاہِ خدا آورد

ورنہ سزاوارِ خداوندیش ۔۔۔ کس نہ تواند کہ بجا آورد

لیکن جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اُس کا نقشہ سامنے ہے ، عیاں را چہ بیاں ! ع

خوشی معنیٰ دارد کہ در گفتن نمے آید

۱۹۶۵ء (ستمبر) میں ایک اور بڑے حیرت انگیز لطیفۂ غیبیہ کا ظہور ہُوا کہ پاکستان کی ظاہری ترقّی و قوّت کو اعداءِ اسلام دیکھ نہ سکے، اور آنکھیں خیرہ ہونے لگیں، بین الاقوامی قانونِ جنگ سے بے نیاز ہو کر ہندوستان کی ہندو حکومت نے پاکستان پر بلا اعلانِ جنگ حملہ کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کیسی حفاظت فرمائی، اور دشمنِ اسلام اپنے ناپاک ارادے میں کیسے ناکام ہوا اور حق تعالےٰ نے کیسے غیبی حصار کے ذریعہ ملک کو بچایا؟ دنیا پر پاکستان کا رعب بیٹھ گیا۔ ایک ہی رات میں قوم باخدا بن گئی، ولیٔ کامل بن گئی، اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی، غیب کے فرشتوں نے حفاظت کی۔ اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کی ضرورت تھی، اور ایک غیبی تنبیہ تھی کہ سنبھل جائیں۔ لیکن ہوا کیا کہ سرکاری احکامات جاری ہو گئے کہ اس فتحِ عظیم کو جہاد نہ کہا جائے بجائے صدقات و نماز سے شکرانہ ادا کرنے کے رقص و سرود کی محفلیں قائم کی گئیں، ورائٹی شو کے رُوح فرسا مناظر دکھائے گئے، اس طرح شکر ادا کیا گیا۔ اِنّا لِلّٰہ الخ۔ بجائے طاعت و عبادت کے معصیت، فسق و فجور اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا گیا۔ آخر عزیزِ منتقم نے سزا دی اور روس و امریکہ جیسی شدید العداوت طاقتوں کو پاکستان کے خلاف متحد و متفق کر کے ہندوستان سے حملہ کروا کر آدھے سے زیادہ ملک کو ہم سے کاٹ دیا اور دنیا کے نقشے پر جو سب سے بڑی اسلامی مملکت تھی وہ چھوٹی حکومت میں تبدیل ہو گئی۔ کاش! اِس تنبیہ سے عبرت حاصل کرتے، لیکن ہوا کیا؟ وہ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اِس پنجسالہ حکومت میں کیا ہُوا اور اِس سے پہلے پچیس ۲۵ سالہ دَورِ حکومت میں کیا ہُوا؟ سب آپ کے سامنے ہے۔

اب کچھ ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ شاید حق تعالیٰ اِس قوم سے ناراض ہے اور اُس کے غضب کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں اور شدید خطرہ ہو گیا کہ اس کا حشر بھی ان برباد شدہ ملکوں جیسا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے، آمین! انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہوئی، خدا خدا کر کے وہ ہنگامہ ختم ہوا لیکن اس ہنگامہ آرائی نے ایک ایسی خطرناک ہنگامہ آرائی کا بیج ڈال دیا کہ نہ معلوم اس کی عاقبت کیا ہو گی اور اِس مُبتدا کی خبر کیا ہو گی؟

اعدائے اسلام پاکستان پر نظر جمائے ہوئے ہیں، وہ یہاں کٹھ پُتلی حکومت کے خواہش مند ہیں۔ اگر بالفرض کوئی صالح دینی قیادت اُبھرتی نظر آتی ہے تو انہیں اس کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور الکفر ملّۃ واحدۃ (تمام کُفر ایک ملّت ہے) کے مصداق آپس کے اختلافات کو ختم کر کے اس کے خلاف سب اعدائے اسلام متفق ہو جاتے ہیں، اور جو بھی غیر دینی قیادت ہو اُس کو بینک

بہرحال موجودہ صورتِ حال ایک طرف انتہائی دردناک ہے اور شدید خطرہ ہے کہ ملک میں بدامنی اور بے اطمینانی کا دَورہ شروع ہوکر خونریزی شروع نہ ہوجائے اور وہ دردناک دَور شروع نہ ہوجائے جس کے تصوّر سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دوسری طرف اصلاح انتہائی مایوس کُن ہے، اِس لیے کہ گذشتہ تیس سالہ تجربات نے اصلاح کی صورت سے مایوس بنا دیا ہے۔ موجودہ صورت کا علاج ہماری نگاہ میں حسبِ ذیل ہے :۔

(الف) تمام اُمّتِ اسلامیہ پاکستان کے باشندے یوم توبہ و انابت منائیں، انفرادی و اجتماعی طور پر "یوم توبہ" مقرّر کرکے صلوٰۃ الحاجۃ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ:

"اے اللہ ہم گناہ گار اور بدکار ہیں اور ہم اپنے گناہوں اور تقصیرات سے توبہ کرتے ہیں، ہمیں معاف فرما۔ اور اس غضب آلود زندگی سے نجات عطا فرماکر رحمت انگیز حیاتِ طیّبہ نصیب فرما اور اس ملک و قوم پر رحم فرماکر صالح قیادت ہمیں نصیب فرما، اور جو بندگوں کو ہم نے گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے اور تیرے اولیاء صالحین و اتقیاءِ اُمّت کی توہین و تحقیر کی ہے ہمیں معاف فرما اور آج بھی جن کی پاکیزہ روحوں کو ایذا دیتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور اے اللہ پورے تیس سال پاکستان کے بیت گئے، اس دوران ہم نے جو بداعمالیاں کی ہیں اور تیرے غضب کو دعوت دینے والی جو زندگی اختیار کی ہے ہمیں معاف فرما، اور اصلاح و تقویٰ کی زندگی عطا فرما اور ہمیں اپنی رحمتِ کاملہ کا مستحق بنا۔"

الغرض ایک بات تو یہ ہے کہ اس طرح انفرادی و اجتماعی توبہ کرکے سابقہ زندگی پر ندامت کے ساتھ آئندہ صالح زندگی کا عزم کیا جائے۔

(ب) اُمّتِ اسلامیہ پاکستان کے خواص و عوام دعوت و اصلاح کی طرف توجّہ کریں اور اُمّت کی اصلاح کی علمی و عملی تدابیر اختیار کریں اور آج کل تبلیغی جماعت کے طرز پر عموم کے ساتھ اس کی اصلاح کی تدبیروں میں لگ جائیں، اور دینی فضا پیدا کرنے کی محنت کریں اور ہر شخص اپنی صلاحیّت و فرصت کے مطابق ہمّت و توجّہ کرے۔

اور محسوس بھی ہوا کہ جب تک اس معاشرے کی اصلاح نہ ہو نہ انتخابات کا صحیح نتیجہ ہوگا نہ پارلیمانی نظام سے فائدہ ہوگا۔ نہ اکثریّت و اقلیّت کی بحثوں سے نتیجہ برآمد ہوگا، نہ پارٹیوں کی حکومت سے فائدہ پہنچے گا۔ اگر قوم کی اصلاح ہوجائے تو پھر ان میں جو نمائندہ حکومت قائم ہوگی وہی صحیح قوم کے امراض کا صحیح علاج کرے گی۔ پھر جو کام انتہائی جدّ و جہد سے نہ ہوسکے گا وہ اشاروں میں ہوگا بلاشبہ اس کام کے لیے کچھ عرصہ درکار ہوگا، اور وقت لگے گا لیکن یہ مطلب بھی نہیں کہ بقیہ سیاسی تدابیر

یک قلم ترک کردیں اور غیر صالح قیادت کو آزاد اور بلا محاسبہ چھوڑ دیں۔ اگر ایسا ہوگا تو حکومت کی پوری طاقت اور مشینری سے الحاد اور دہریت کی قوتیں اتنی اُبھر آئیں گی کہ اِس سیلاب کو بند لگانا آسان نہ ہوگا۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اصلاح کے دونوں طریقوں سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ جس طرح ظاہری سیاسی تدابیر بروئے کار لائی جاتی ہیں اس سے زیادہ معاشرے کی اصلاح از روئے دعوت و تبلیغ کی بھی ضرورت ہوگی اور جو صالح افراد پارلیمنٹ میں پہنچیں اُن کا فریضہ صرف پارلیمانی تقاضوں کو پورا نہ کرنا ہوگا، بلکہ اُس کے ساتھ دوسرے فریضے کی طرف بھی پوری توجہ دینی ہوگی۔ بہرحال اصلاح کی تکمیل تک اس عبوری دور میں دونوں طریقہ ہائے علاج سے کام لینا ہوگا۔ اِس وقت جو سب سے بڑی فروگذاشت ہوئی وہ یہ کہ صرف سیاسی تدبیروں کو واحد علاج سمجھا گیا، یا عملاً ایسا ہی ہوا۔ اگر ابتداءً طریقۂ کار یہ ہوتا کہ ظاہری و باطنی دونوں طریقے بروئے کار لائے جاتے تو یہ روزِ بد ہمیں نہ دیکھنا پڑتا، اور آج ہم قابلِ رشک مقام پر پہنچتے، اسی طرح اربابِ دنیا، اور اصحابِ کارخانہ جات اور مالکانِ انڈسٹریز اگر صرف اپنی دنیا پر قانع نہ ہوتے اور اسی نعمت کو پاکستان کی قیمت نہ سمجھتے، بلکہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح و دعوت کی طرف توجہ کرتے تو آج جو خطرات اُن کو پیش آئے اور آرہے ہیں اور وہ نعمت بھی چھینی گئی یا چھننے والی ہے یہ بُرا انجام اُن کو نہ دیکھنا پڑتا۔ تاہم توبہ و رجوع کا اب بھی وقت باقی ہے۔ بلکہ شاید اب امتحان کا وقت آگیا ہے کہ کیا یہ قوم اپنی مومنانہ شان کے ساتھ رہنا چاہتی ہے؟ یونس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قوم عذاب کے بادل چھا جانے کے بعد اخلاص سے توبہ کرنے سے نجات پاسکتی ہے تو مایوسی کا مقام نہیں۔ بلاشبہ بڑی غفلت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ لیکن اب بھی من حیث القوم توبہ و انابت سے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ چند افراد کی آہ و بکا سے نجات کی توقع سراب سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کیا حدیثِ نبوی میں یہ تصریحات موجود نہیں کہ بدی کی طاقتیں جب زیادہ ہوجائیں تو صالحین کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوسکتا ہے اور قوم تباہ ہوسکتی ہے، اور خود قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الانفال : ۲۵)

ترجمہ: "اور تم ایسے وبال سے ڈرو کہ جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں"

حق تعالیٰ پاکستان اور پاکستان والوں کی حفاظت فرمائے اور اُمّت کو صالح قیادت نصیب فرمائے، اور اُمّت کو صالح بننے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین یا رب العالمین!

علامہ اقبال کا ایک خواب

جو ہنوز شرمندۂ تعبیر ہے!

ایک ایسے ادارے کا قیام جو نئی نسل کو قرآن کی تعلیمات سے بہرہ مند کر سکے؟

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

قرآن اکیڈمی

کا قیام ان شاء اللہ العزیز اس خواب کی تعبیر کا ظہور ہو گی!

(ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک تحریر سے اقتباس جو لاہور کے ایک روزنامہ میں شائع ہوئی)

علامہ مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن حکیم کے علم و حکمت کا درس دیا جائے۔ اپنے ایک عقیدتمند چوہدری نیاز علی مرحوم کے سامنے جب علامہ نے اپنی اس آرزو کا ذکر بار بار کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس مقصد کے لئے وہ نہ صرف یہ کہ کچھ زمین وقف کرنے کو تیار ہیں بلکہ تعمیر کا سارا بار بھی خود ہی برداشت کر لیں گے۔ چنانچہ یہی سکیم تھی جس کے پیشِ نظر مشرقی پنجاب کے ضلع گرداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ میں سرنا ریلوے سٹیشن سے متصل "دارالاسلام" کی تعمیر عمل میں آئی۔ علامہ مرحوم نے ایک خط عالمِ اسلام کی قدیم ترین و عظیم ترین درسگاہ الازہر کے ریکٹر کو لکھا کہ ہمیں ایک ایسا عالمِ دین فراہم کیجئے جو جدید فکر و فلسفہ سے بھی آگاہ ہو اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو انگریزی زبان میں وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر قرآن حکیم کا درس دے سکے۔ لیکن افسوس کہ وہاں سے معذرت موصول ہو گئی کہ ان کے پاس مطلوبہ معیار کا کوئی عالمِ دین موجود نہیں اور اس طرح اس سکیم پر عمل کا آغاز ہی نہ ہو پایا۔

کیا خوب فرمایا ہے علامہ مرحوم کے مرشدِ معنوی حضرت اکبر الہ آبادی نے:

؎ یہ عزم ترا سعی سے دمساز ہو کیوں کر؟	اسباب نہ ہوں جمع تو آغاز ہو کیوں کر؟
اسباب کرے جمع خدا ہی کا ہے یہ کام!	طالب ہے خدا سے تو، دعا ہی کا ہے یہ کام!

بعد میں اسی " دارالاسلام" میں علامہ مرحوم ہی کے ایما پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے سکونت اختیار کر لی اور اسے تقسیم ملک تک مرکز جماعت اسلامی کی حیثیت حاصل رہی۔ قیامِ پاکستان کے بعد مولانا اور مرکز جماعت اسلامی تو اچھرہ لاہور میں " پناہ گزیں" ہوگئے اور چوہدری صاحب مرحوم جوہر آباد ضلع سرگودھا میں مقیم ہو گئے۔ اس مردِ قلندر نے وہاں بھی " دارالاسلام" ٹرسٹ قائم کر دیا اور ضروری عمارات بھی از سرِ نو تعمیر کر لیں اور بقیہ پوری زندگی اس انتظار میں گزار دی کہ اقبال کا کوئی مردِ مومن وہاں آ ڈیرا لگائے اور ان کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔ لیکن وہ بھی اپنے مرشد علامہ اقبال کی طرح اپنی اس خواہش کو سینے میں لیے ہوئے ہی راہیٔ ملک بقا ہوگئے، چوہدری صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ کچھ خاص قسم کے پرندوں کو متوجہ کرنے کے لئے ایک موثر تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جیسے گھونسلے انہیں پسند ہوں ویسے بنا دیئے جائیں وہ خود بخود آکر بسیرا کر لیں گے میں نے یہ دارالاسلام کا " گھروندہ" بنا دیا ہے شاید کبھی اقبال کا وہ " شاہین" یہاں آکر بسیرا کر لے۔ لیکن تا حال صورت وہی ہے کہ ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

ان سطور کے ناکارہ و ناچیز راقم کو علامہ مرحوم کے ساتھ جو نسبت معنوی حاصل ہے اس کا بیان تحصیل حاصل شمار ہوگا۔ یہاں صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب ہے کہ قرآن اکیڈمی کا منصوبہ جو راقم نے جون ۱۹۶۷ء میں ماہنامہ 'میثاق' کے ادارتی صفحات میں شائع کیا تھا اور جو دس سال کی محنت و مشقت اور اللہ کے فضل و کرم سے اب عالم واقعہ میں نمودار ہوتا نظر آرہا ہے۔ اس کا نقشۂ کار بعینہٖ وہی ہے جو علامہ اقبال مرحوم کے پیشِ نظر تھا۔ اور اگر اس کے ذریعے دین کی کوئی بھی چھوٹی بڑی خدمت ہو سکی تو یہ دراصل علامہ مرحوم ہی کا فیضِ معنوی ہوگا!

بظاہر احوال تو کام بہت بڑا اور مرحلہ سخت مشکل ہے لیکن جس طرح علامہ مرحوم کے ۱۹۳۰ء کے دیکھے ہوئے خواب کی تعبیر ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوئی اسی طرح کیا عجب کہ ان کے اس دوسرے خواب کے تعبیر کے ظہور کا وقت بھی تقویم الٰہی کی رو سے قریب آگیا ہو۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!

ڈاکٹر اسرار احمد

بالاکوٹ

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ۱۹۵۳ء میں جب کل پاکستان اسلامی جمعیت طلباء کے ناظم اعلیٰ اور جمعیت کے ترجمان ہفت وار عزم لاہور کے اعزازی مدیر مسئول تھے تو اس دور میں ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ اسی زمانہ میں بالاکوٹ تشریف لے گئے تھے اور اس سفر کے تأثرات ضبطِ تحریر میں لاکر "عزم" کے ۱۰ اگست ۵۳ء کے شمارے میں شائع کئے تھے۔ آج سے تقریباً تیئیس ۲۳ سال قبل کی یہ تحریر، توقع ہے کہ آج بھی دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ (مرتب)

ہم چار ساتھی مانسہرہ سے گڑھی حبیب اللہ ہوتے ہوئے بالاکوٹ جا رہے تھے۔ راستہ دشوار گذار تھا۔ ہر قدم پر خطرناک موڑ تھے۔ ایک طرف آسمان سے بات کرتی چوٹیاں اور دوسری طرف کھڈ کہ جن کی گہرائی ناپی نہ جا سکے۔ بس پہاڑ کی بلندیاں اور وادی کی گہرائیوں کو طے کرتی تیزی سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ میں ایک گہری سوچ میں منہمک تھا۔ یہی وہ راہیں ہیں جن پر آج سے ڈیڑھ سو سال قبل اللہ کے دین کے سپاہی محض اس کی محبت میں گرفتار اور صرف اس کے نشے میں سرشار نتائج سے بے پروا اور اسباب سے مستغنی ہو کر باطل کی دیواروں سے ٹکرانے بڑھے چلے آئے تھے یہی وہ وادیاں ہیں کہ جو اُن کے نعروں سے گونج اٹھی تھیں! مجھے معلوم ہو رہا تھا کہ گویا یہاں کی ہر چٹان اُن کی داستان کی امین ہے اور منتظر ہے کہ پھر اللہ کے متوالوں کے قافلے آئیں اور وہ انہیں داستانیں سنا کر امانت کے بوجھ سے سبکدوش ہو جائے۔ یہاں کی فضائیں ان کے نعروں کی گونج کو چھپا رکھے ہوئے ہیں اس انتظار میں کہ پھر اسی مئے حق میں مدہوش لوگ آئیں اور اپنی امانت سنبھال لیں۔ مجھے ان اونچے نیچے - ویران اور پتھریلی

راہوں پر عزم کے اِن مجسموں ۔ ثبات کے ان پیکروں اور شجاعت کے اِن پتلوں کے نقوشِ پا صاف نظر آرہے تھے ۔ جیسے محوِ انتظار ہوں کہ وقت کے دبیز پردوں سے پھر راہِ حق کا کوئی قافلہ نمودار ہو اور اُن کے چہروں کو آبلوں کے پانی سے دھوتا اور خون کی سرخی سے سرخرو کرتا آگے بڑھ جائے ۔

گڑھی پہنچے تو بالاکوٹ ابھی بارہ میل دور تھا ۔ گڑھی کے بالکل برابر سے دریائے کنہار گذرتا ہے اس کی روانی بلا کی ہے ۔ تیز و تند پانی جس کا درجہ انجماد سے کچھ ہی اُدھر ہے غصہ میں جھاگ اڑاتا چٹانوں سے سر پھوڑتا پیچ و تاب کھاتا گذر جاتا ہے ۔ بڑے بڑے پتھر اس میں خس و خاشاک کی طرح بہتے چلے جاتے ہیں اور سرکش موجیں ان سے اس طرح کھیلتی ہیں جیسے کوئی بچہ گیندوں سے کھیل رہا ہو ۔ یہاں دریا میں اتر کر اسے پار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے ۔ ایک چھوٹے سے پُل کا دم غنیمت ہے کہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آنا ممکن ہے ۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ جب یہ پُل موجود نہ تھا تو کام کس طرح چلتا ہوگا ۔ بنگال ۔ بہار اور یوپی کے سرسبز میدانوں کے باسی یہاں آکر کیسے لڑے ہوں گے ۔ نرم خرام اور آہستہ دریاؤں کی سیراب کی ہوئی زمین کے کاشکار نحیف جثہ اور پستہ قد ۔ جنہیں مشکل ہی سے لڑاکا قوموں کی فہرست میں جگہ دی جاسکے یہاں آئے ۔ پنجاب کے ہرے بھرے میدانوں سے گذر کر نہیں بلکہ راجپوتانہ سندھ اور بلوچستان کے ریگستانوں کو عبور کر کے اور افغانستان کے دشوار گذار راستوں سے گذر کر ۔ اور اس شان سے کہ کوئی سختی اُن پر بار نہ گذری کوئی مصیبت انہیں شاق نہ محسوس ہوئی ۔ پہاڑوں کی بلندیاں اُن کے سامنے سرنگوں ہوگئیں ۔ مشکلات کو انہوں نے رفیق سمجھا ۔ مصائب کو انہوں نے دوست جانا اور رہ راہ کے خاروں کو قدمبوسی کا شرف بخشتے اور چٹانوں کی نوکوں کو اپنے مبارک جسموں کو چومنے کی سعادت دیتے باطل کی صفوں سے ٹکراتے بڑھتے چلے گئے ۔

جوں جوں بالاکوٹ نزدیک آتا جا رہا تھا دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں ایک لمبی سڑک دریائے کنہار کے ساتھ ساتھ بل کھاتی اور خطرناک موڑ مڑتی چلی جا رہی تھی اور اس پر ہماری بس اچھلتی کودتی شور مچاتی جا رہی تھی ۔ دریائے کنہار یہاں ایک تنگ وادی میں بہتا ہے جس کے دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں جن پر گھنے جنگلات

سایہ کئے ہوئے ہیں۔ بالاکوٹ پہنچ کر بس سے اترے تو دل ایک عجیب سے جذبے سے معمور تھا۔ ایک سرور آمیز کیفیت چھائی ہوئی تھی اس کے باوجود کہ زندگی میں پہلی بار اس جگہ آنے کا اتفاق ہوا تھا وہاں کی فضا ایسی مانوس معلوم ہوئی کہ جیسے پوری عمر یہیں گذری ہو۔ بالاکوٹ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو دریائے کنہار کے دونوں کناروں پر واقع ہے۔ ایک چھوٹا سا پل دریائے کنہار پر سے گذر کر بالاکوٹ کے دونوں حصوں کو جوڑ دیتا ہے۔ نہ معلوم کیوں وہاں کی فضا پر ایک پر اسرار سکون طاری ہے۔ ایسا سکون جو گا ہے گا ہے کانوں میں سرگوشیاں کرتا محسوس ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی فضا سہم کر کھڑی ہو گئی ہے۔ بالکل ایسے جیسے کوئی شخص ایک خونچکاں حادثہ دیکھ کر سہما کھڑا رہ جائے۔ اور کچھ کہنا چاہے لیکن نہ کہہ سکے ——— بس سٹینڈ کے بالکل پاس ہی مجاہدوں کی آخری آرامگاہ ہے۔ عین دریائے کنہار کے کنارے ایک بوسیدہ سی چاردیواری میں محبوس ایک قطعہ زمین پر سینکڑوں قبر نما نشانات بنے ہوئے ہیں۔ درختوں کا ایک جُھنڈ سایہ کئے ہوئے ہے۔ زمین پر اُگی ہوئی لمبی لمبی گھاس نے گویا انہیں اپنی گود میں چھپا رکھا ہے دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی جیسے بہت سے پردے نگاہوں کے سامنے سے ہٹ گئے۔ راہِ حق کے بہت سے مراحل جیسے ایک دم نگاہوں کے سامنے آگئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تحریک اسلامی کی کامیابی کا راز جو اس سے قبل کم ہی سمجھ میں آتا تھا ایک دم واضح اور روشن ہو گیا ہے۔ ایک بڑی سی پختہ قبر کے سرہانے ایک پتھر کھڑا تھا "سید احمد بریلوی غازی ———

ہست مدفون اندریں مرقد ٭ مؤمن و متقی و لی اللہ ۔ و محمد و بر اس سیزدہ صدیہ"

ہاتھ غیر ارادی طور پر فاتحہ کے لئے اٹھ گئے۔ ساتھیوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔ ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دل مسرت و غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ دھڑک رہے تھے۔ ہم اس مرد مجاہد کی قبر پر حاضر تھے جس نے پہلی بار ہند کے صنم خانوں میں خدائے واحد کی خاطر اور محض اُس کے دین کے لئے عَلمِ جہاد بلند کیا۔ جو ہندوستان میں خالصتہً للہ تلوار اٹھانے والا پہلا شخص تھا۔ جس نے محض اللہ کی غلامی میں آنے کے لئے آزاد ہونے کی خاطر شمشیر و سناں سے کام لیا وہ ہندوستان کی پہلی تحریک اسلامی کا قائد تھا اور کون کہہ سکتا ہے کہ برعظیم ہند میں دینی جذبہ جتنا کچھ موجود ہے اسی تحریک کا منت کش نہیں ہے۔ یہی وہ تحریک تھی جس نے سب سے پہلے آزادی کا صور پھونکا۔ یہی تھے جنہوں نے ہندوستان میں نخلِ اسلام کی آبیاری

اپنے خون سے کی۔ اور جو آنے والوں کے لئے اپنے عزم کے خونیں نشانات چھوڑ کر اللہ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔

ہیں بالاکوٹ کی مٹی کے ذرّے ہماری آرزوؤں کے مزارات
ہیں ہر ذرے کی پیشانی پہ منقوش ہمارے عزم کے خونیں نشانات

دفعتہً میرے ذہن میں ایک خیال ابھرا ـــــــ ایک صحافی نے برعظیم ہند و پاکستان کی دوسری تحریکِ اسلامی کے بارے میں کہا تھا کہ عجب نہیں کہ یہ تحریک بھی جو پٹھان کوٹ سے شروع ہوئی بالاکوٹ پر ختم ہو جائے! ـــــــ اگر واقعی ایسا ہو جائے تو کیا یہ ناکامی ہو گی؟ ـــــــ اس سوال کا مجسم جواب میرے سامنے موجود تھا کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ناکام ہوئی۔ اگر کسی کا یہ خیال ہے تو وہ تاریخ کی اس انمٹ شہادت کو پڑھنے کی استعداد نہیں رکھتا کہ ہند میں اس تحریک ہی نے اسلام کا وہ صور پھونکا تھا جس کی ایک صدائے بازگشت پاکستان کا وجود ہے اور دوسری عظیم تحریک اسلامی بالاکوٹ کا ذرہ ذرہ شہادت دے رہا ہے جنہوں نے یہاں نقدِ حیات ہاری ہے ان سے زیادہ منافع میں کوئی نہیں جنہوں نے یہاں جانیں دی ہیں وہی ہیں کہ جو حیاتِ جاوداں پا گئے۔ بالاکوٹ کی پشت پر کھڑا ایک مہیب پہاڑ شہادت دے رہا ہے کہ اس نے جو معرکہ آج سے ڈیڑھ صدی قبل اپنے دامن میں ہوتا دیکھا تھا اس سے زیادہ کامیاب معرکہ ہندوستان میں اسلام نے کبھی نہ لڑا۔ کنہار کی اچھلتی کودتی موجیں گواہی دیتی ہیں کہ جس خون نے آج سے ڈیڑھ سو سال قبل انہیں سُرخی عطا کی تھی وہی ہے کہ جس نے ہند میں اسلام کے پودے کو سینچا ہے بالاکوٹ کی فضا اس کے کانوں میں سرگوشی کرے گی کہ اس کے سہمے سہمے سکوت میں درختوں کے جھنڈ تلے جو چند نفوس آرام کر رہے ہیں وہی ہیں کہ جو "ہند میں سرمایۂ ملت کے نگہباں" بنے۔ وہی ہیں کہ جو ہار کھا کر جیتے۔ جن کی شکست میں کامرانی پوشیدہ تھی جن کی شہادت میں حیاتِ جاوداں مسکرا رہی تھی ـــــــ وہی ہیں کہ جو اس کامیابی کو حاصل کر گئے کہ جس سے بڑی کامیابی اور کوئی نہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ . . تا . . أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(عزم لاہور ۱۰ر اگست ۱۹۵۳ء)

اے دلِ بیتاب ٹھیر!

قاضی عبدالقادر

اُجڑا اُجڑا ہے چمن
جلتے ہیں کوہ و دمن
ارضِ بالاکوٹ میں
ہے جو شہیدوں کا وطن
پھر رہا ہوں آج میں
دلِ کی ویرانی لئے
دیکھتا ہوں ہر طرف
اِک فسردہ سا سماں
کہہ رہا ہو جو زبانِ حال سے
عشق کی وہ داستاں
وہ داستاں
بخشا ہے جس نے اُسے
اِک شعورِ جاوداں
حقّ و صداقت کا نشاں
آج میں ــــــــ!
پھر رہا ہوں دِل کی ویرانی لئے
ارضِ بالاکوٹ میں
اے ارضِ بالاکوٹ سُن!
ہے امانت تیرے پاس
میرے شہیدوں کا لہو
لہو ــــــــ!

کہ جس نے بخشی ہے ہر دورمیں
تابندگی میری مِلّت کو
اِک زندگی میری مِلّت کو
لہو کہ جس سے اُمّت کی بندگی عبارت ہے
لہو کہ جس سے میرے ربّ کی بندگی عبارت ہے
جب بھی بہا ہے یہ لہو
یہ گرم گرم لہو
مِل گئی حیاتِ نو
کربلا تا بالاکوٹ
اُمّتِ رسولؐ کو

ہاں، ارضِ بالاکوٹ سُن!
سو رہا ہے تیرے پاس
تیرے پاس دیر سے
وہ مجاھدِ کبیر
عشق جس کا بے نظیر
نالۂ شب کا سفیر
باوفا و باضمیر
عہد کے طاغوت سے
باغی رہا جس کا خمیر
سو رہا ہے تیرے پاس

تیرے پاس دیر سے
وہ قلندر حسین
ایک خدا کے سوا
جھکتی نہ تھی جس کی جبیں
وہ بندۂ حق پرست، وہ مجاہد باصفا
عشق کی وادی میں سر اپنا کٹا کر چل دیا
اور لہو گرا دیا
بہا دیا اپنا لہو
اپنا گرم گرم لہو
تیرے کوہساروں میں
اپنا لہو بہا دیا
جان دے کر وہ خدا کی راہ میں
جان وہ جو دی ہوئی خدا کی تھی
اک امانت اُس کے پاس
موت کو سکھلا کے اندازِ حیات
اِک حیات جاوداں وہ پا گیا
اور سبق یہ دے گیا
"وہ شہید کی جو موت ہے، وہ قوم کی حیات ہے"

اے سرزمینِ بالاکوٹ
ذرہ ذرہ سے ترے
کیوں مجھ کو پیار آتا ہے
ذرّہ ذرّہ سے ترے
کیوں خوشبو سی چلی آتی ہے
لہو کی خوشبو
میرے محبوب کے لہو کی خوشبو
ذرہ ذرہ یہ تیرا
ہے تاج محل میری امیدوں کا
اور میرے ارمانوں کا شالامار ہے
جی چاہتا ہے چُوم لوں
ذرہ ذرہ ایک تیرا
اور خوشبو کو اس کی
حرزِ جاں بنا کر رکھوں
دِل کے نہاں خانہ میں مہمان بنا کر رکھوں
عشق کی معراج کا نشان بنا کر رکھوں
روزِ محشر کے لئے سامان بنا کر رکھوں

اے دِلِ بیتاب ٹھیر!
آ رہی ہے کچھ صدا
کہہ رہا ہے ذرّہ ذرّہ وادی وکوہسار کا
جس صداقت کے لئے
سر کٹایا

لہو گرایا
چند دیوانوں نے اس وادی وکوہسار میں
وہ سربلندئ ملّت کا نشاں بن تو جائے
وہ لہو رنگ تو لائے
قسم ہے ——— تیری قسم!
اے صداقتِ حسین
اٹھیں گے پھر اِک بار
غازیانِ باوفا، قطار اندر قطار
پھر نکل آئیں گے کچھ دیوانے اور
کچھ فرزانے اور

تاریخ پھر دہرائے گی گزری ہوئی وہ داستاں
پھر لہو گرے گا۔
پھر سر کٹے گا
پھر ملت کا چمن شاداب ہوگا
پھر امت کا گلشن آباد ہوگا
گونج اُٹھے گی یہ فضا
پھر نعرۂ تکبیر سے
نعرۂ توحید سے
گونجے گی ساری کائنات
ٹوٹیں گے سارے سومناتھ
پھر بہار آئے گی
پھر گل کھلیں گے

طلوع ہوگی پھر اک نئی صبح
وہ حسین صبح
جس کا انتظار تھا، جس کا انتظار ہے
وہ آئے گی،
کوثر و تسنیم کے دھاروں کو لئے
میری ملت کے مقدر کے ستاروں کو لئے
پھر منور ہوگی وادی، ارضِ بالاکوٹ کی
اور چھٹ جائیں گی تاریکیاں
ارضِ بالاکوٹ میں
پھر رہا ہوں آج میں
دل کی ویرانی لئے۔

تذکرہ وتبصرہ (بقیہ از صفحہ ۱)

رُونما ہوا تھا۔ حُسنِ اتفاق سے اِس سال مئی کی چھ تاریخ کو جمعہ کا دن پڑ رہا ہے اور ۶۔مئی ۱۸۳۱ء کو بھی جمعہ ہی تھا —— اس ضمن میں ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را — گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

کے مصداق ایک تو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی وہ تحریر شائع کی جارہی ہے جو آج سے تقریباً پچیس[۲۵] برس قبل موصوف نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں اپنے پہلے سفرِ بالاکوٹ پر تاثرات کی صورت میں رقم کی تھی اور جو اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے ترجمان ہفتہ وار 'عزم'، لاہور کی اشاعت بابت ۱۰۔اگست ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی تھی جو موصوف ہی کے زیر ادارت و اہتمام شائع ہوتا تھا —— دوسرے رفیق محترم قاضی عبدالقادر صاحب کے تاثرات بھی شاملِ اشاعت کئے جارہے ہیں جو انہوں نے ۱۹۷۱ء میں اپنے سفرِ بالاکوٹ پر ایک آزاد نظم کی صورت میں تحریر کئے تھے —— اور جب 'عزم' کا پرانا فائل کھلا تو جناب ماہر القادری صاحب کی ایک نظم 'نغمۂ تکبیر' بھی سامنے آگئی جو 'عزم' کے ۱۳۔جولائی ۱۹۵۳ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ موضوع کی مناسبت سے اس کا بھی ایک 'عکس' شائع کیا جارہا ہے۔

۱۷ جولائی ۶۸

★

نعرۂ تکبیر

حُنین و بدر میں وہ غازیوں کی تکبیریں
نظر کے ساتھ بدلتی گئی ہیں تقدیریں

نمو شیوں سے نمایاں ہے جذبِ سوزِ دروں
یہ سلوٹیں ہیں جبیں پر کہ دل کی تحریریں

یہ سجدہ ہائے ریائی کے داغ ارے توبہ!
کہ مسجدوں میں بنا دی گئی ہیں تصویریں

یہ کون پچھلے پہر رات کو ہے محوِ سجود
دعا کو ڈھونڈ رہی ہیں ابھی سے تاثیریں

حدیثِ عشق کی تشریح کوئی کھیل نہیں
جگر کے خون سے لکھی گئی ہیں تفسیریں

مجاہدوں سے کہو اس قدر نہ ہوں دل تنگ
کہیں کہیں سے ذرا اڑ گئی ہیں شمشیریں

ماہر القادری

(خاص برائے سحر)

پانچ سالہ رپورٹ

مارچ ۱۹۷۲ء — دسمبر ۱۹۷۶ء

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مع

- پس منظر
- قرارداد تاسیس اور اغراض و مقاصد
- اسمائے گرامی حضرات مؤسسین
- توضیح قرارداد

شائع کردہ

دفتر مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور رجسٹرڈ

۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون ۸۵۲۶۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

۱۹۷۲ء میں جب مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا قیام عمل میں آیا اور اس کا دستور پہلی بار شائع ہوا تو اس کے آغاز میں "پس منظر" کے عنوان سے انجمن کے صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد کی حسب ذیل تحریر شائع ہوئی تھی۔

راقم الحروف نے مارچ ۶۷ء سے جون ۶۷ء تک ایک سلسلہ وار مضمون ماہنامہ 'میثاق' لاہور کے ادارتی صفحات میں لکھا تھا جس میں تحریک پاکستان کے فکری اور جذباتی پس منظر کا جائزہ بھی لیا گیا تھا اور تفصیلی طور پر یہ بتایا گیا تھا کہ اس کے بنیادی عوامل میں مذہبی اور دینی داعیے کا حقیقی اور واقعی تناسب کس قدر تھا۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ قیام پاکستان کے بعد یہاں ارباب اقتدار اور دین کی علمبردار جماعتوں کے مابین جو کشمکش جاری رہی اس کا میزانیہ نفع و نقصان کیا ہے ——— اس مسلسل مضمون کا اختتام اس تحریر پر ہوا جو بعد میں "اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" کے نام سے کتابچے کی صورت میں شائع ہوئی اور جس میں احیائے اسلام کے لیے صحیح اور مثبت لائحہ عمل کی نشاندہی کی گئی اور اس کے ذیل میں ایک قرآن اکیڈمی کے قیام کی تجویز پیش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس لائحہ عمل کے پیش کرنے کے بعد بلا تاخیر اس پر عملی جدوجہد کے آغاز کی توفیق بھی بارگاہ خداوندی سے حاصل ہو گئی۔ چنانچہ ایک طرف لاہور میں حلقہ ہائے مطالعہ قرآن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دوسری طرف دارالاشاعت الاسلامیہ کے تحت علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کی سعی کی گئی اور تیسری جانب سلسلۂ اشاعت قرآن اکیڈمی کے عنوان سے پے بہ پے کئی کتابچے اس مقصد سے شائع کئے گئے کہ اس کام کی اہمیت بھی لوگوں پر واضح ہو اور اس کا استدلالی پس منظر بھی نگاہوں کے سامنے رہے۔

راقم کو اس کام کا آغاز بالکل تن تنہا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے کہ کسی بھی کام میں ساتھی اور رفیق اس کام کے ایک حد تک چل نکلنے کے بعد ہی ملا کرتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانچ سال سے بھی کم مدت کی حقیر سی مساعی کا یہ ثمرہ نگاہوں کے سامنے ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ؎

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں ——— یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

اور ؎ میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر راہرو ملتے گئے اور قافلہ بنتا گیا

اس کامیابی کا اصل سبب تو یقیناً فضل خداوندی اور توفیق ایزدی کے سوا اور کچھ نہیں لیکن اس فضل و توفیق کا ایک مظہر یہ ہے کہ راقم نے اس کام کو نہ تو کسی تفریحی مشغلے کے طور پر کیا اور نہ محض جزوقتی طور پر، بلکہ زندگی کا ایسا مقصد سمجھ کر کیا جس پر نہ پیشہ ورانہ مصروفیت مقدم رہی نہ صحت جسمانی بلکہ ایک ایک کر کے ہر چیز داؤں پر لگ گئی۔ گویا ؎

خیریت جاں، راحت تن، صحت داماں۔ سب بھول گئیں مصلحتیں اہل ہوس کی

اور یہ بہرحال قدرت کا اٹل قانون ہے کہ کسی کام کے چل نکلنے کے بعد تو اس کا امکان بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس کے ساتھ جزوی طور پر وابستہ ہو سکے اور اپنی صلاحیت کار اور قوت و فرصت کا صرف ایک معین اور محدود حصہ صرف کر کے بھی کچھ نہ کچھ مفید خدمت انجام دے لے لیکن آغاز کار کے لیے تو لازم ہے کہ انسان بالکل دیوانگی کی سی کیفیت کے ساتھ پوری متاع زیست کو داؤ

تم لگا دے۔ ؎ در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطر ہاست بسے — شرطِ اوّل قدم این است کہ مجنوں باشی

بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس تعالیٰ نے ایک بندۂ ناچیز اور عبدِ ضعیف کی حقیر سی مساعی کو اس درجہ مشکور کایا کہ ایک طرف درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم قرآن کا سلسلہ لاہور اور بیرونِ لاہور روز افزوں ہے اور کچھ باہمت نوجوان اپنے اہمیت کی متاعِ عزیز اور صلاحیتوں اور قوتوں کا اثاثہ لے کر یعنی "بِاَنْفُسِهِمْ" نصرت کے لیے حاضر ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف کچھ حضرات روپے پیسے سے یعنی بِاَمْوَالِهِمْ " شرکت کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے راقم کے پیشِ نظر کاموں میں باضابطہ تعاون کے لیے کمر ہمت کس لی ہے اور " قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت" اور "قرآن اکیڈمی" کے مجوزہ خاکے کو عملی شکل دینے کے لیے " مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" کے نام سے ایک باقاعدہ ادارے کے قیام کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعیِ جمیلہ کو شرفِ قبول عطا کرے اور ہم سب کو اپنے دین کی بالعموم اور اپنی کتابِ عزیز کی بالخصوص خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جہاں تک راقم کا تعلق ہے تو محض تحدیثاً للنّعمہ' عرض ہے کہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے اس شعر کے مصداق کہ

؎ ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی — اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

راقم کا حال اب واقعتہً یہ ہے کہ زندگی میں کوئی تمنا سوائے " اسلام کی نشاۃِ ثانیہ" اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی" اور اس کے لیے لازمی طریق کے طور پر اشاعتِ کلامِ ربانی اور تشہیرِ علم و حکمتِ قرآنی کے باقی نہیں رہی۔

راقم نے اپنے بچپن میں نہایت ذوق شوق سے حفیظ کا شاہنامہ پڑھا تھا۔ حضرت حفیظ بعد میں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کن کن وادیوں میں سرگرداں رہے۔ بہرحال شاہنامے کی تصنیف انہوں نے جس جذبے کے تحت کی تھی وہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہے کہ: ؎ کیا فردوسیِ مرحوم نے ایران کو زندہ — خدا توفیق دے تو میں کروں اسلام کو زندہ

حقیقت یہ ہے کہ خود راقم کا واقعی 'حال' اب یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی تمنا یا خواہش دل میں باقی نہیں رہی کہ 'احیائے اسلام' کے عظیم مقصد کے لیے کم از کم اتنا تو ہو کہ ؏ خدا توفیق دے تو میں کروں قرآن کو زندہ

راقم کے لیے یہ یقیناً بہت چھوٹا منہ اور بہت بڑی بات ہے لیکن اللہ کی قدرت سے تو بہرحال کوئی چیز بھی بعید نہیں۔ کیا عجب کہ وہ راقم کو اس خدمت کے لیے قبول ہی فرمالے ؏ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را !

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ !

خاکسار: اسرار احمد عفی عنہ۔ صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

اور آج ! پانچ سال کی سعیٔ مسلسل اور کاوشِ پیہم کے نتیجے میں اگر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور " کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ " کے مصداق ایک ایسے تناور درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے جس کی شان یہ ہے کہ " اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ " تو یہ بھی یقیناً " فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ " کے مصداق اللہ تعالیٰ کے حسنِ قبول کے مظہر کے سوا اور کچھ نہیں ! بہرحال انجمن کی پانچ سالہ کارکردگی کی پیشِ نظر رپورٹ کی تقدیم کے لئے بھی اس کے مرتّب کے نزدیک موزوں ترین الفاظ وہی ہیں جو اس کے صدر مؤسس نے پانچ سال قبل تحریر کئے تھے۔

خاکسار: (قاضی) عبدالقادر، مرتّب

۱۔ قراردادِ تاسیس و اغراض و مقاصد

(MEMORANDUM)

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چونکہ ہمیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کا خواب

اُمتِ مسلمہ میں تجدیدِ ایمان کی عمومی تحریک

کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا اور

اس کے لیے لازم ہے کہ اوّلاً

منبعِ ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت

کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے

اور چونکہ

اس ضمن میں ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے کامل اتفاق ہے،

اور

ہم اس کام کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں جو وہ گذشتہ ساڑھے چار سال سے کر رہے ہیں

لہٰذا

ہم چند خادمانِ کتابِ مبین

"مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور"

کے قیام کا فیصلہ کرتے ہیں

جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی میں مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے کوشاں رہے گی:-

۱ــ * عربی زبان کی تعلیم و ترویج
۲ــ * قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق
۳ــ * علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت
۴ــ * ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلّم قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں اور
۵ــ * ایک ایسی "قرآن اکیڈمی" کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کیلئے بیش از بیش کوشش اور ایثار کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اس قرارداد پر اوّلاً چودہ حضرات نے دستخط ثبت فرمائے، بعد میں چھ مزید حضرات نے شمولیت اختیار کی اور اس طرح کل بیس مؤسّسین کی شرکت سے اس کام کا آغاز ہوا۔
ان بیس حضرات کے اسماء گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام (بہ ترتیب حروف تہجی)	پتہ
۱	اقتدار احمد قریشی	مینجنگ ڈائریکٹر، اظہار لمیٹڈ لاہور

۲	بیگم الٰہی بخش سیال	معرفت زمیندارہ کمیشن شاپ ۔غلہ منڈی ۔صادق آباد
۳	(ڈاکٹر) ایس آئی سرور	سرجن جنرل ہسپتال منڈی بھیروں ضلع سرگودھا
۴	(جناب) خادم حسین	روبی جیولرز ، میکلیگن روڈ لاہور
۵	ظہیر احمد خان	۱۷-ای ۱/۱ گلبرگ ۳ لاہور
۶	(ڈاکٹر) ظہیر احمد	میڈیکل پریکٹیشنر، عبدالکریم روڈ، قلعہ گوجر سنگھ، لاہور
۷	(ڈاکٹر) عبداللطیف خان	سابق میڈیکل پریکٹیشنر کویت۔
۸	(بیگم ڈاکٹر ″ ″ ″)	حال مقیم B/F - ۹۷ شمالی ناظم آباد۔کراچی
۹	(ڈاکٹر) عبدالمجید	F/E - ۹۷ ، نارتھ ناظم آباد - کراچی
۱۰	(جناب) فیض رسول	بی ۱۲۴ ڈی سلوا ٹاؤن ، نارتھ ناظم آباد۔کراچی
۱۱	قمر سعید قریشی	۹۶۷ - این ، سمن آباد - لاہور
۱۲	(میاں) محمد رشید	۴۷ - رسول پارک - نیا مزنگ لاہور
۱۳	(جناب) محمد عقیل	۷-۱ الہلال ہاؤسنگ سوسائٹی - کراچی
۱۴	(شیخ) محمد یٰسین	لینڈ لارڈ، قصبہ کروڑ پکا ضلع ملتان
		۱۹۷۶ء میں انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے!
۱۵	(ڈاکٹر) محمد یقین	آئی سرجن ، ۷۳ - شادمان کالونی لاہور
۱۶	مقصود احمد اختر	مکان نمبر ۹ ، میاں عبداللہ سٹریٹ۔ ڈھولن وال۔ لاہور
۱۷	(میاں) منظور الحق	عزیز ٹینریز لمیٹڈ۔ ہائی سٹریٹ - ساہیوال
۱۸	نصیر احمد ورک	پی سی ایس (ریٹائرڈ) ۲- ایل، سمن آباد۔ لاہور
۱۹	(ڈاکٹر) نور الٰہی	۶/۲ ۴۲-۱۸ پی ای سی ایچ ایس کراچی
۲۰	وقار احمد قریشی	گلبرگ کالونی ۔معصوم شاہ روڈ۔ ملتان

فرمانِ نبویؐ

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"

(تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں)

قراردادِ تاسیس کی مختصر تشریح

انجمن کے اس موقف کا مفصّل استدلالی پس منظر تو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی اس تحریر ہی کے مطالعہ سے سمجھا جا سکتا ہے جو "اسلام کی نشأۃِ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" نامی کتابچے کی صورت میں مطبوعہ موجود ہے، تاہم اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے:

۱۔ ہمارے موجودہ دینی انحطاط کا اصل سبب یہ ہے کہ مغرب کی بے خدا سائنس اور یورپ کے ملحدانہ فلسفہ و فکر نے بحیثیتِ مجموعی پوری امّت کے ایمان کی جڑوں کو ہلا ڈالا ہے اور خرمنِ یقین کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ اور اب صورتِ واقعہ یہ ہے کہ عوام النّاس کے دل و دماغ میں بالعموم اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں بالخصوص خدا اور آخرت اور وحی و نبوت ایسے اساسی معتقدات تک کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔

۲۔ اندریں حالات اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کی لازمی شرط (PRE-REQUISITE) تجدیدِ ایمان ہے اور قصرِ اسلام کی تعمیرِ نو کے لیے ایمان کی ان بنیادوں کی از سرِ نو تعمیر ناگزیر ہے جو صرف مضمحل ہی نہیں منہدم ہو چکی ہیں، گویا یہ عمارت صرف جزوی مرمت اور سطحی لیپا پوتی کی نہیں بلکہ بنیاد سے تعمیرِ جدید کی محتاج ہے۔

۳۔ تجدیدِ ایمان کی اس مہم میں اوّلین اہمیّت معاشرے کے اس فہیم عنصر (INTELLIGENTSIA) اور ذہین اقلیت (INTELLECTUAL MINORITY) کو حاصل ہے جو از خود معاشرے کی ذہنی و فکری قیادت کے منصب پر فائز ہے اور جسے جسدِ ملّت میں وہی مقام حاصل ہے جو ایک فردِ نوعِ بشر کے جسم میں اس کے دماغ (BRAIN) کو حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ اس طبقے کے قلوب و اذہان میں ایمان کی تخم ریزی اور آبیاری کے لیے لازم ہے کہ خالصتہً قرآن حکیم کی بنیاد پر اور اسی کی ہدایت و رہنمائی کی روشنی میں ایک ایسی زبردست علمی تحریک برپا ہو جو ایک طرف وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر ملحدانہ افکار و نظریات کا مؤثر اور مدلّل ابطال کرے۔ دوسری جانب ٹھوس علمی استدلال کی مدد سے حقائقِ ایمانی کا واضح اثبات کرے تاکہ یقین اور اذعان کی کیفیت پیدا ہو۔ اور تیسری طرف ثابت شدہ سائنسی حقائق اور

حقیقتِ کائنات و انسان کے بارے میں قرآنِ حکیم کے نقطۂ نظر میں ایسی تطبیق پیدا کرے جس سے قلوب مطمئن ہو سکیں (وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ)

۵۔ اس کے لیے لازم ہے کہ کچھ ایسے نوجوان جو بیک وقت ذہین اور باصلاحیت بھی ہوں اور باہمت اور صاحبِ عزیمت بھی اور جنھیں اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ عزیز پر خالص ذاتی نوعیت کا ایمان ویقین عطا فرمادے۔ اپنی پوری زندگی کو تعلّم و تعلیمِ قرآن کے لیے وقف کر دیں اور اس کتابِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کی تحصیل اور نشر و اشاعت کے سوا زندگی میں ان کا مقصود و مطلوب اور کچھ نہ رہے۔

۶۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے اور عربی زبان سیکھنے سکھانے کی ایک عام تحریک برپا کی جائے اور علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا ایک وسیع پیمانے پر اہتمام ہو تاکہ عوام کی توجہات قرآنِ حکیم کے جانب منعطف ہوں، ذہنوں پر اس کی عظمت کا نقش قائم ہو، دلوں میں اس کی محبت جاگزیں ہو اور اس کے جانب ایک عام التفات پیدا ہو جائے۔ اسی سے توقع کی جا سکتی ہے کہ بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان بھی اس سے متعارف ہوں گے اور ان میں سے کچھ تعداد ایسے نوجوانوں کی بھی نکل آئے گی جو اس کی قدر و قیمت سے اس درجہ آگاہ ہو جائیں کہ پوری زندگی اس کے علم و حکمت کی تحصیل اور نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیں۔

۷۔ چنانچہ ان ہی مقاصد کے لیے "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

تفصیلی بحث کے لئے مطالعہ فرمائیے:

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ

کرنے کا اصل کام

تالیف: ڈاکٹر اسرار احمد

شائع کردہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

۵ سالہ

رُودادِ انجمن

★ لاہور ★ کراچی ★ سکھر ★ راولپنڈی ...

- آغازِ سفر اور تنظیمی مراحل
- دعوتی سرگرمیاں
- قرآنی تربیت گاہیں
- سالانہ قرآن کانفرنسیں
- قرآن اکیڈمی
- مکتبۂ انجمن
- ماہنامہ 'میثاق'
- متفرقات
- گوشوارۂ حسابات

ترتیب

قاضی عبدالقادر، کراچی

آغازِ سفر

ڈاکٹر صاحب اپنی فکر کے اس اوجِ ثریا پر مختلف مرحلوں اور ادوار سے گزر کر پہنچے ہیں دل و دماغ کی گہرائیوں سے خوب سوچ سمجھ کر پہنچے ہیں، افکار کی دنیا کو چھان پھٹک کر پہنچے ہیں اور زمانہ کے سرد و گرم کو چکھ کر پہنچے ہیں ۔۔۔ اپنی عمر کے نیم شعوری دور میں ان کے ذہن پر اوّلین چھاپ علامہ اقبال مرحوم کی ملّی شاعری کی پڑی اور اس سے احیائے دین اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور ملتِ اسلامی کی تجدید اور تشکیلِ نو کا ایک جذبہ ان کے قلب کی گہرائیوں میں رچ بس گیا طالب علمی کے زمانہ میں پوری تندہی کے ساتھ مسلم لیگ سے وابستہ تھے اور اپنے آبائی وطن حصار (مشرقی پنجاب) میں ڈسٹرکٹ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سکرٹری کی حیثیت سے پاکستان کے حصول کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس کے بعد مولانا مودودی کی دعوت سے روشناس ہوئے جس نے اُن کے جذبۂ ملّی کو ایک نئی وسعت (DIMENSION) عطا کی اور دل میں تجدید و احیائے ملّت کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی مقدّم اور بیشتر "تجدیدِ احیائے دین" کا جذبہ پیدا کیا۔ پاکستان آکر اسلامی جمعیّت طلباء سے وابستہ ہو گئے، اور عرصہ تک نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس کے ناظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے کام کیا۔ طالب علمی کے اختتام پر جماعتِ اسلامی سے وابستہ ہو گئے اور ساہیوال کے امیرِ جماعت رہے لیکن جلد ہی اُن کو احساس ہو گیا کہ جماعت اپنے اصل طریقِ کار سے ہٹ کر مقصد سے دور جا پڑی ہے۔ چنانچہ آپ نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ تک انتظار کیا کہ جماعت سے اُس کی پالیسی سے اختلاف کے باعث علیحدہ ہونے والے حضرات کسی اجتماعی کام کا آغاز فرمائیں تو وہ اُس سے وابستہ ہو جائیں۔ لیکن جب اس طرف سے کوئی RESPONSE نہ ملا تو تن تنہا اپنے مقصدِ زندگی کی طرف جدّ و جہد شروع کر دی۔ ڈاکٹر صاحب نے ساہیوال میں کالج کے طلباء کے لیے ایک ہاسٹل قائم کیا، جہاں درس و تدریس کے ذریعہ طلباء کے قلوب میں علومِ قرآنی کی تخم ریزی کی سعی کی۔ بعد ازاں کراچی تشریف لے گئے اور وہاں مختلف مقامات پر درسِ قرآن کے اجتماعات منعقد کئے جاتے رہے، لیکن بعض وجوہات سے آپ

اوائل ۱۹۶۶ء میں لاہور منتقل ہو گئے اور آئندہ کے لیے اپنے کام کا مرکز لاہور کو بنا لیا۔ لاہور آکر ڈاکٹر صاحب نے تین نہج پر کام شروع کر دیا۔ اوّل یہ کہ ماہنامہ 'میثاق'، جس کی اشاعت کچھ عرصہ سے بند تھی، جولائی ۱۹۶۶ء سے اپنی ادارت میں دوبارہ اجراء فرمایا، دوم یہ کہ "دارالاشاعت اسلامیہ" کے نام سے ایک ذاتی ادارہ قائم کیا اور سوم یہ کہ شہر کے مختلف مقامات پر درسِ قرآن کا پُورے اہتمام کے ساتھ آغاز فرمادیا۔ کرشن نگر، دل محمد روڈ، سمن آباد اور چند دوسری جگہوں پہ درس کے حلقے قائم ہوتے رہے۔ لیکن جامع مسجد خضراء (سمن آباد) میں ۱۹۶۸ء سے مرکزی درس کے ساتھ ساتھ اجتماعِ جمعہ میں تقریر کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا اس طرح مسجد خضراء ایک طرح سے اِس قرآنی تحریک کا مرکز بن گئی۔ دروس و تقاریر کے ان اجتماعات میں شمعِ ہدایت کے پروانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی جن میں اکثریت پڑھے لکھے ہی نہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی ہوتی تھی، درآنحالیکہ درس دینے والا نہ عالم تھا، نہ فاضل، نہ اُس کے پاس کسی دارالعلوم کی سند تھی نہ کسی خانقاہ کا اجازت نامہ بلکہ خود ان کے اپنے قول کے مطابق ان کی حیثیت محض ایک طالب کی تھی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

اس حلقۂ درس کا چرچا صرف لاہور تک ہی محدود نہ رہا بلکہ کراچی، سکھر، ملتان، رحیم یار خاں، صادق آباد اور دیگر مقامات سے ڈاکٹر صاحب کو درسِ قرآن دینے کے لیے دعوت نامے آتے رہے اور موصوف نے موسم کی سختیوں اور سفر کی صعوبتوں کی پرواہ کئے بغیر قرآن حکیم کی دعوت کو ہر اُس جگہ تک پہنچایا جہاں تک پہنچا سکتے تھے ـــ تا آنکہ چھ سال کی اس جانکسل جدّوجہد کے بعد ایک وقت وہ آیا کہ جب ڈاکٹر صاحب اور اُن کے اعوان و انصار نے ضرورت محسوس کی کہ یہ کام جو اب تک ڈاکٹر صاحب تن تنہا چلا رہے ہیں، اس کو ایک اجتماعی شکل دی جائے اور ڈاکٹر صاحب کے اعوان و انصار "عملاً" اُن کے اعوان و انصار بن جائیں اور یہ کام جو اللہ کے فضل و کرم سے خاصا پھیل چکا ہے، اُس کا کنٹرول ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی میں ایک ادارہ سنبھال لے تاکہ اجتماعی صلاحیتیں کھپ کر کام بہتر انداز میں چل سکے اور یہ کہ کام کے نئے اُفق تلاش کئے جائیں ـــ چنانچہ اوائل ۱۹۷۲ء میں رفقاء کے درمیان اس سلسلہ میں باہمی مشورے اور ابتدائی گفت و شنید ہوئی، مارچ ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر صاحب نے اجتماعی کام کے سلسلہ میں ایک مجوّزہ خاکہ کی سائیکلو اسٹائل شدہ کاپیاں احباب میں

تقسیم کرائیں۔ چنانچہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۷۲ء کو کوٹر روڈ، اسلام پورہ لاہور کے ایک مکان میں چند دردمند حضرات سر جوڑ کر بیٹھے اور مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے نام سے ایک ادارہ کی تاسیس کا تاریخی فیصلہ کیا۔ یہ تھا انجمن کے مؤسسین کا پہلا اجتماع۔ ماہنامہ "میثاق" میں جون ۱۹۷۲ء میں پہلی بار انجمن کا پس منظر بیان ہوا اور قرار دادِ تاسیس بھی شائع ہوئی جس پر اس وقت تک چودہ حضرات دستخط ثبت کر چکے تھے۔ اگلے ماہ یعنی جولائی ۱۹۷۲ء کے ماہنامہ 'میثاق' میں پورا مجوزہ خاکہ بشمول قرار دادِ تاسیس اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط شائع ہوئے۔ اور اس سلسلہ میں چند اشکالات کی وضاحت کی گئی — نومبر ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے نام سے وجود میں آنے والے اِس ادارہ کی باقاعدہ رجسٹریشن کرائی گئی اور دسمبر ۱۹۷۲ء میں اس کا مرکزی دفتر ۱۲- افغانی روڈ، سمن آباد لاہور میں قائم ہو گیا — اس طرح "دعوتِ قرآنی" کو ایک تحریک کی شکل مل گئی اور اس نے پہلے تنظیمی مرحلہ میں قدم رکھ دیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

تنظیمی مراحل

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے انجمن کا آغاز بیس مؤسسین سے ہوا، جنہوں نے ابتدائی زرِ تعاون کے طور پر پانچ ہزار روپے فی کس ادا کئے۔ قواعد و ضوابط کی رُو سے انجمن کے ساتھ وابستگی کی حسبِ ذیل چار صورتیں قرار پائیں:

(۱) مؤسسین جنھوں نے تشکیلِ انجمن کے وقت پانچ ہزار روپے فی کس ادا کیا ہے اور بعد ازاں پچاس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(۲) محسنین جو تشکیلِ انجمن کے بعد پانچ ہزار روپے یک مُشت ادا فرمائیں، اور پچاس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(۳) مستقل ارکان یعنی وہ لوگ جو دو ہزار روپے یک مُشت ادا کریں اور بعد ازاں بیس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(۴) عام ارکان یعنی وہ لوگ جو کم از کم دس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

قواعد و ضوابط کی رُو سے ایک مجلسِ منتظمہ کا قیام عمل میں آیا جس میں وابستگانِ انجمن کے چاروں حلقوں سے نمائندگی رکھی گئی۔ نیز انجمن کے مختلف شعبوں کی نگرانی کے لیے ناظمِ اعلیٰ، معتمد، ناظمِ بیت المال، محاسب اور ناظمِ مکتبہ و نشر و اشاعت کا تقرر ہوا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو انجمن کے مؤسس اور تاحینِ حیات صدر کی حیثیت حاصل ہے اور پالیسی اور لائحہ عمل

کے ضمن میں انجمن اُن ہی کی رہنمائی اور صوابدید کے مطابق کام کرتی ہے لیکن قواعد وضوابط اس طرح ترتیب دیئے گئے کہ انجمن کے فنڈز میں سے ایک پیسہ بھی ڈاکٹر صاحب خود خرچ نہیں کرتے بلکہ جملہ اخراجات انجمن کی مجلسِ منتظمہ (جس کے بارہ اراکین میں سے دس منتخب ہوتے ہیں اور صرف دو نامزد) کے زیرِ نگرانی انجمن کے ناظمِ اعلیٰ اور ناظمِ بیت المال مشترکہ طور پر کرتے ہیں۔ انجمن کے حسابات کے ضمن میں ایک داخلی احتساب (INTERNAL AUDIT) کا نظام بھی قائم کیا گیا اور مزید برآں اس بات کا اہتمام بھی کہ حسابات ہر سال حکومت کے منظور شدہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کرائے جائیں۔

انجمن کو دیئے جانے والے عطیات کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ D-15 کے تحت مستثنیٰ قرار دینے کے لیے حکومت کو ایک درخواست دی گئی اور حکومتِ پاکستان کے سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے اپنے خط نمبری ۷۴/۷-IT-(۱۱) ۱۷ مؤرخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۶ء کی رُو سے ان عطیات کو انکم ٹیکس سے مُستثنیٰ قرار دیدیا۔

انجمن کا پہلا اجلاسِ عام اُس کے مرکزی دفتر ۱۲۔افغانی روڈ سمن آباد میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب صدر مؤسّس انجمن کے زیرِ صدارت ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء بوقت ساڑھے دس بجے صبح منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر صاحب نے اختصار کے ساتھ انجمن کا پس منظر بیان فرمایا۔ انجمن کے مؤسّسین کے پہلے اجلاس منعقدہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء سے لے کر تا حال تمام اجتماعات کی کارروائی اور اب تک کے جُملہ اقدامات اور تمام فیصلوں کی تفصیل پیش کی گئی جس کی اجلاسِ عام میں توثیق کی گئی۔ اس اجلاس میں انجمن کی پہلی مجلسِ منتظمہ کا قیام عمل میں آیا اور اس قیام کی مدّت صرف آٹھ ماہ یعنی دوسرے سالانہ اجلاس تک کے لیے قرار دی گئی۔ واضح رہے کہ قواعد وضوابط کی رُو سے مجلسِ منتظمہ کا انتخاب دو سال کے لیے ہوتا ہے۔ ایجنڈا کے مطابق رسمی کارروائی کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۱۶ دسمبر ۱۹۷۳ء کو انجمن کا دوسرا سالانہ اجلاسِ عام منعقد ہوا۔ پہلے اجلاسِ عام میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مجلسِ منتظمہ کا جو انتخاب اس موقعہ پر ہوا ہے، وہ صرف سالِ رواں کے آخر تک کیلئے ہوگا۔ چنانچہ اس دوسرے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر انجمن کے قواعد وضوابط کی نمبر ۲ شق "ک" کے مطابق دو سال کے لیے ایک مجلسِ منتظمہ کا تقرّر عمل میں آیا جس میں وابستگانِ انجمن کے چاروں حلقوں سے ارکان شامل کئے گئے۔

انجمن کا تیسرا سالانہ اجلاس ۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء کو اور چوتھا سالانہ اجلاس ۲۴ مارچ ۱۹۷۶ء کو منعقد ہوا۔ جن میں جہاں ایک طرف رفتارِ کار کا جائزہ لیا گیا تو دوسری طرف دعوت رجوع الیٰ القرآن کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے مختلف تجاویز پر غور و خوض کیا گیا۔ ایجنڈا کے مطابق ضابطہ کی کاروائی عمل میں آئی اور کام کو بہتر طریقہ پر سرانجام دینے کے لیے ختم دلاریوں کی نئے سرے سے تشکیل کی گئی ۔۔۔ ۲۴ مارچ ۱۹۷۶ء کے سالانہ اجلاس میں نئی مجلسِ منتظمہ کا انتخاب ہوا۔ کیونکہ دستور کی رُو سے دوؔ سال کے بعد مجلسِ منتظمہ کا انتخاب ضروری تھا۔

انجمن کے کام کا مسلسل جائزہ لینے، کام کو آگے بڑھانے کے لیے سوچ بچار کرنے اور نت نئی تجاویز پر عمل کرنے نیز اس راہ کی موانعات کو دُور کرنے کے لیے انجمن کی مجلسِ منتظمہ ہر ماہ پابندی سے اپنا ایک اجلاس ضرور منعقد کرتی ہے۔ یہ ماہانہ اجلاس ۱۹۷۲ء میں چار، ۱۹۷۳ء میں گیارہ ۱۹۷۴ء میں بارہ، ۱۹۷۵ء میں بارہ اور ۱۹۷۶ء میں پندرہ منعقد ہوئے جن میں چند خصوصی اجلاس بھی شامل تھے۔

پہلے اجلاس عام منعقدہ ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء کے وقت انجمن کے جُملہ وابستگان کی تعداد درجِ ذیل تھی۔

مؤسسین ۲۰ ۔۔۔ محسنین ۳ ۔۔۔ مستقل ارکان ۵ ۔۔۔
عام ارکان ۷۹ ۔

۳۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کو پوزیشن درجِ ذیل ہے :-

مؤسسین ۲۰۔ محسنین ۱۴ (گیارہ کا اضافہ) مستقل ارکان ۱۹ (چودہ کا اضافہ)
عام ارکان ۱۲۵ (چھیالیس کا اضافہ)

اب اختصار کے ساتھ لاہور اور بیرونِ لاہور انجمن کی سرگرمیوں نیز مکتبہ، ماہنامہ میثاق، تربیت گاہوں، قرآن کانفرنسوں کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے :

فرمانِ نبویؐ

"بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰيَةً"

'پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت !'

دعوتی سرگرمیاں

لاہور

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اوائل ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ساہیوال سے مستقل لاہور منتقل ہو گئے۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ مقصدِ زندگی کے اعتبار سے سرزمینِ لاہور ہی سے کام کا آغاز مناسب ہوگا۔ یوں بھی برِّصغیر میں جتنی تحریکیں اٹھی ہیں، اُن میں سے اکثر و بیشتر کا مرکز لاہور ہی رہا ہے۔ لاہور آ کر ڈاکٹر صاحب نے اِس امر کی بھرپور کوشش شروع کر دی کہ وہ چشمۂ فیض پھر پُورے زور و شور کے ساتھ جاری ہو جائے جس کے طفیل اُن میں قرآنِ حکیم کے مطالعہ کا ذوق و شوق اور اُس کے علم و حکمت کی نشر و اشاعت کا جذبہ پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک طرف ڈاکٹر صاحب نے ماہنامہ 'میثاق' کے جدید دور کا آغاز کیا تو دوسری جانب دارالاشاعت الاسلامیہ قائم کر کے تدبّرِ قرآن جلد اوّل اور چند دوسری کُتب شائع کیں اور تیسری طرف اپنے درسِ قرآن اور تقریروں کا سلسلہ پُورے اہتمام سے شروع کر دیا۔

لاہور میں ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن کا آغاز یوں تو ۱۹۶۷ء کے دوران ہی ہو گیا تھا۔ چنانچہ کرشن نگر میں درس کے دو حلقے قائم تھے اور ایک حلقہ کچھ عرصہ دل محمد روڈ پر واقع ایک رفیق کے مکان پر بھی قائم رہا۔ تاہم درس کا باقاعدہ اصل آغاز جنوری ۱۹۶۸ء میں سمن آباد میں ہوا۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کے ایک عزیز نے اپنے مکان کے بڑے کمرے اور پھر برآمدے اور لان کو بھی اس مقصد کے لیے پیش کیا۔ انہوں نے درس کے لیے ایک لاؤڈ اسپیکر بھی خرید لیا۔

لیکن جلد ہی احساس ہوا کہ جگہ ناکافی ہے اور جب سمن آباد کی مسجدِ خضراء سے پُرزور فرمائش آئی کہ درس وہاں ہونا چاہیئے تو درس گھر سے مسجد میں منتقل ہو گیا اور یوں مسجدِ خضراء اس قرآنی تحریک کا مرکز بن گئی۔ اللہ تعالیٰ مسجد کے منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کا تعاون انجمن کو ہمیشہ حاصل رہا۔ مسجدِ خضراء میں شروع میں درس اتوار کی صبح ہوتا تھا، شہر میں اس حلقۂ درس کی دُھوم ہو گئی اور اتوار کی صبح کو جب کہ عموماً طبائع پر کسل کا غلبہ بھی ہوتا ہے اور اکثر لوگوں نے بہت سے کام بھی ہفتہ وار چھٹی کے خیال سے رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بغیر کسی جماعتی تعلق یا

تنظیمی بندھن کے اور بغیر کسی ہنگامی یا سیاسی مسائل کی چاشنی کے خالصتہً قرآن مجید کا درس سننے کے لیے آنے والے لوگوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی جن میں اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی ہوتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مسجدِ خضراء میں سب سے پہلے تقریباً چھ ماہ منتخب نصاب کا درس دیا۔ بعدازاں قرآنِ حکیم کے آغاز سے سلسلہ وار درس شروع کر دیا ۔ ۱۹۷۰ء کے اواخر اور ۱۹۷۱ء کے اوائل میں علالت اور سفرِ حج وغیرہ کے باعث تقریباً چار ماہ کے تعطل کے بعد جب ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ اِس مسجد میں درس کا آغاز کیا تو ایک بار پھر منتخب نصاب ہی کا درس دیا اور اس کے بعد قرآنِ کریم کا سلسلہ وار مطالعہ شروع کر دیا اور اب تقریباً نو سال بعد قرآن مجید کے سولہویں پارے کا مطالعہ کیا جا رہا ہے جو قریب الختم ہے۔

بعد میں جب مسجدِ خضراء کے منتظمین اور مصلیوں کی شدید خواہش ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب اس مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا کریں تو ڈاکٹر صاحب نے درسِ قرآن اتوار کی بجائے جمعہ کو دینا شروع کر دیا۔ جمعہ کی نماز سے قبل ڈاکٹر صاحب یا تو تقریر فرماتے ہیں یا درسِ حدیث بیان کرتے ہیں، اور بعد نمازِ جمعہ درسِ قرآن کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ایسا گزرا جب ڈاکٹر صاحب نے پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ تاکہ نئی نسل تک قرآنِ حکیم کا پیغام پہنچایا جا سکے۔ اِس دَوران مسجدِ خضراء میں درسِ قرآن ہفتہ کی شام کو دیا جاتا رہا۔

اِس حلقہ کا نُقطۂ عُروج تھا اگست ۱۹۷۲ء میں منعقد شُدہ ایک دس روزہ تربیتی کیمپ جس میں ہر روز تین اسباق کی شرح سے پُورے منتخب نصاب کا درس دیا گیا اور جس کے دوران میں مسجدِ خضراء کا منظر واقعی ایسا تھا جیسے قرآنِ حکیم کا ایک حقیقی جشن منایا جا رہا ہو۔

۱۹۷۱ء میں کرشن نگر اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں ہفتہ وار اور ڈھولنوال اور سانده میں پندرہ روزہ نشستیں منعقد ہوتی تھیں جن میں ڈاکٹر صاحب درسِ قرآن دیتے تھے۔ اس طرح کی ایک ہفتہ وار نشست ایم۔ اے۔ او کالج میں بھی منعقد کی جاتی رہی۔ اِسی سال کے دوران مجلس فکر و عمل کے زیرِ اہتمام میڈیکل کالج لاہور کے ہال میں اور پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن لاہور کے زیرِ اہتمام دو اجتماعات ہوئے جہاں ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے اُن پیچیدگیوں الجھاؤ (Dilemma) کی وضاحت کی، جن میں مسلمان مبتلا ہیں اور اس سے نکلنے کے لیے مختصر لائحہ عمل بیان فرمایا۔

۱۹۷۲ء میں مطالعۂ قرآن کے حلقوں کی خاصی توسیع ہوئی۔ مرکزی اجتماع تو ہر اتوار کی صبح کو جامع مسجد، مسجدِ خضراء سمن آباد ہی میں منعقد ہوتا رہا جس میں قرآنِ کریم کا سلسلہ وار درس جاری رہا۔ منتخب نصاب کا درس دو مقامات پر ہوتا رہا۔ ایک جامع مسجد ہرن 15ڈ کرشن نگر ہر جمعرات کو بعد نمازِ مغرب اور دوسرے مسجد اقبال کالونی گڑھی شاہو میں ہر جمعہ کو بعد نمازِ مغرب، اِن دونوں مقامات پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب درس دیتے تھے۔

اس سال کے دوران چھ حلقے ایسے قائم ہوئے جن کے اپنے ہفتہ وار اجتماعات منعقد ہوتے تھے اور جن میں درس دینے کی ذمہ داری اُن رفقاء نے نباہی جنھوں نے ڈاکٹر صاحب کے منتخب نصاب کو سن کر اور مناسب تیاری کے بعد اُسے آگے بیان کرنے کے لیے کمرِ ہمّت کسی۔ اِن چھ حلقوں میں مہینہ میں ایک بار ڈاکٹر اسرار احمد صاحب خود شریک ہوتے تھے اور درسِ قرآنِ حکیم دیتے تھے۔ اِن میں سے تین تو مختلف آبادیوں میں تھے یعنی ڈھولنوال، سانڈہ اور سنت نگر، اور تین تعلیم گاہوں سے متعلق ہاسٹلوں اور مساجد میں یعنی انجینئرنگ یونیورسٹی کے زُبیر ہال، میڈیکل کالج کے ہاسٹل کی مسجد، اور نیو یونیورسٹی کیمپس کی اسٹاف کالونی کی مسجد میں۔

اِسی سال سمن آباد اور اُس کی نواحی آبادیوں میں آٹھ ذیلی حلقے قائم کئے گئے جن میں ڈاکٹر صاحب کی شرکت معمولاً تو طے نہ تھی، ان کا اصل مقصد اس کام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کا باہمی تعارف اور ربط، اور با صلاحیت رفقاء کے لیے تقریر یا اسلہ بیان کی مشق کے مواقع بہم پہنچانا تھا۔ اِن حلقوں میں ہفتہ وار اجتماعات منعقد کئے جاتے رہے جن میں مطالعۂ قرآن کا اجتماعی مطالعہ کیا جاتا رہا۔

۱۹۷۳ء میں دعوتِ قرآنی کا یہ سلسلہ کم و بیش جاری رہا۔ البتّہ اس میں ایک شاندار اضافہ مسجدِ شہداء میں ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن کا ہوا۔ یہ خوبصورت مسجد شہر کے انتہائی مرکزی مقام یعنی مال روڈ (ریگل چوک) پر نئی نئی تعمیر ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں پر درس کا آغاز اپنے منتخب نصاب سے کیا اور اس کی تکمیل کے بعد ۴ اگست ۱۹۷۴ء سے قرآنِ حکیم کے آغاز سے سلسلہ وار درس شروع کر دیا۔ اِس مسجد میں شمعِ ہدایت کے پروانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اِس کا وسیع ہال پُر ہو جانے کے بعد لوگ باہر صحن اور لان میں بیٹھنے شروع ہو گئے۔ ۱۹۷۳ء میں درس کا یہ اجتماع ہفتہ کی شام کو منعقد ہوتا رہا لیکن جنوری ۱۹۷۴ء میں جب دروس کے نظام الاوقات کی تبدیلی ہوئی تو اسے

اتوار کی صبح کو کر دیا گیا۔ الحمدُللہ درس کا یہ سلسلہ پُوری پابندی سے جاری ہے اور آج کل سُورۂ نساء زیرِ مطالعہ ہے۔

مسجدِ شہداء کے اس حلقہ کو اللہ تعالیٰ نے اتنی پذیرائی بخشی کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ ملک میں شاید ہی ایسا کوئی اور حلقہ ہو جہاں پر اتنی کثیر تعداد میں اعلیٰ علمی و ذہنی صلاحیتوں کے افراد ہر ہفتہ پابندی کے ساتھ صرف اللہ کی کتاب سے فیض یاب ہونے کیلئے جمع ہوتے ہوں۔ اِس حلقہ سے ڈاکٹر صاحب کے درس کی شہرت اندرونِ ملک ہی نہیں، بلکہ بیرونِ ملک خصوصاً حرمین شریفین تک پہنچ گئی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے شب و روز کے تمام اوقات اور اپنے جسم و جان کی قوتیں اور صلاحیتیں اور اپنا مال و متاع سب اِس ایک کام پر لگا دیا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچا کر سرچشمۂ ہدایت سے سیراب کریں اور دین کو غالب کرنے کے لیے انہیں حق کا سپاہی بنائیں۔ بس یہی ایک دُھن ہے جو اُن پر سوار ہے اور کسی بھی چیز سے اُنہیں غرض نہیں ؎

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم　　　اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنیم

کاش! کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی عشق کی یہ آگ بھڑکا دے۔ ہمارے تنِ مُردہ میں بھی جان پڑ جائے، ہم بھی حق کے جیتے جاگتے سپاہی بن جائیں اور ہمیں بھی یہ توفیق ملے کہ خود بھی راہِ ہدایت پر چلیں اور دوسروں کی بھی اِس کی طرف رہنمائی کریں۔ لیکن اِس کے لیے شرط یہی ہے کہ ہمیں بھی اپنا سب کچھ اس عظیم مقصد کی خاطر تج دینا ہوگا، یہ راہ کوئی آسان راہ نہیں۔ اور صرف خواہشات سے حاصل بھی نہیں ہو سکتی۔ اِس کے لیے چاہیئے ہمّتِ مردانہ، نعرۂ مستانہ اور جراُتِ رندانہ ؎

چوں می گویم مُسلمانم، بلرزم　　　کہ دانم مشکلاتِ لَآ اِلٰہ را!

دسمبر ۱۹۷۳ء میں پہلی سالانہ قرآن کانفرنس نہایت کامیاب ثابت ہوئی اور اُس کے ذریعہ تحریکِ تعلیم و تعلّمِ قرآن اور دعوت رُجوع اِلَی القرآن کا تعارف شہر میں نہایت وسیع پیمانے پر ہو گیا۔

جنوری ۱۹۷۴ء کے آغاز سے بعض وجوہات کی بنا پر حلقہ ہائے درسِ قرآن کے پُورے نظام الاوقات کو تبدیل کر دیا گیا اور حسبِ ذیل پروگرام کے تحت عمل شروع ہو گیا:

اتوار کی صبح کا مرکزی اجتماع مسجدِ شہداء (ریگل چوک) میں کر دیا گیا۔ پہلے یہ مسجدِ خضراء

میں منعقد ہوتا تھا۔

مسجدِ خضراء (سمن آباد) میں درس کی نشست جمعہ کو ہونے لگی۔ جمعہ کے نظام میں تبدیلی کی گئی کہ نمازِ جمعہ سے قبل کوئی تقریر نہیں ہوتی بلکہ جمعہ صرف خطبۂ مسنونہ کے ساتھ اوّل وقت ادا کر لیا جاتا، صرف اِس اضافہ کے ساتھ کہ خطبہ میں جو آیاتِ قرآنی یا احادیثِ نبویہؐ بیان ہوتیں اُن کا صرف ترجمہ سُنا دیا جاتا۔ جمعہ کے بعد درسِ قرآن کی نشست ہوتی جو عصر تک جاری رہتی۔ واضح رہے کہ جمعہ کا یہ نظام ہندوستان کے بہت سے شہروں میں قدیم زمانہ سے رائج تھا ہی، خود لاہور میں بھی حضرت مولانا احمد علیؒ نے اپنی مسجد میں اِس نظام کو رائج کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بوجوہ کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ حُسنِ اتّفاق سے مسجدِ خضراء کا سنگِ بنیاد حضرت مولاناؒ ہی کے بابرکت ہاتھوں کا رکھا ہوا ہے۔

ہفتہ کی شام کو انجمن کے دفتر میں کارکُنان کا ایک عام اجتماع منعقد ہوتا جس کا آغاز ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے درسِ قرآن سے ہوتا لیکن اس کا اصل مقصد کارکنوں کی ذہنی و فکری تربیت کے علاوہ یہ تھا کہ اُن کا باہمی تعارف اور میل جول بڑھے، باہمی مذاکرہ اور تبادلۂ خیال ہو، تجاویز اور مشورے زیرِ بحث آئیں اور تحریر و تقریر کی صلاحیتیں اُجاگر ہوں۔ چنانچہ یہ اجتماع تقریباً چار گھنٹوں پر پھیلا ہوتا۔ اس کے بعد زیادہ قریبی احباب دفترِ انجمن ہی میں شب باشی فرماتے اور پچھلے پہر کے قیام اور "قرآن الفجر" کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تاکہ ذہنی و فکری تربیت کے ساتھ ساتھ کسی قدر عملی تربیت بھی کارکُنانِ انجمن کو بہم پہنچے۔

مذکورہ بالا بنیادی اجتماعات کے علاوہ سال کے دوران ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن کے دو اضافی سلسلے جامع مسجد دارالسّلام (باغِ جناح) اور جامع مسجد عکسِ جمیل (سمن آباد) میں جاری رہے اور جن میں مطالعۂ قرآنِ حکیم کا منتخب نصاب زیرِ درس رہا۔ مسجد دارالسّلام میں درس ہر اتوار کی شام کو اور مسجدِ عکسِ جمیل میں جمعہ اور ہفتہ کی صبح کو بعد نمازِ فجر دیا جاتا رہا۔

۱۹۷۴ء کے دوران مسجد شہداء، مسجدِ خضراء، مسجدِ دارالسّلام اور دفترِ انجمن میں ڈاکٹر صاحب کے درس پابندی سے جاری رہے۔

اواخر اپریل ۱۹۷۴ء سے دو نئے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ ہر جمعہ کی شام بعد نمازِ مغرب پروفیسر یُوسُف سلیم صاحب چشتی کی "تقابلِ ادیان" کے موضوع پر تقاریر کا سلسلہ اور ہفتہ کی شام کو عصر اور مغرب کے مابین ڈاکٹر ابصار احمد صاحب کی تقاریر کا سلسلہ جو خطباتِ اقبال کے

متن کی تفہیم پر مشتمل ہوتی تھیں۔ یہ دونوں اجتماعات دفترِ انجمن میں منعقد ہوتے تھے۔
ڈاکٹر صاحب کے مذکورہ دروس کے علاوہ ۱۹۷۵ء میں برکت علی اسلامیہ ہال (بیرون موچی دروازہ) میں ایک نئے درس کا اضافہ کیا گیا، جس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے منتخب نصاب کا درس دیا۔ اِس تاریخی ہال سے جہاں تحریکِ پاکستان اور دوسری سیاسی وسماجی تحریکوں کی یادیں وابستہ ہیں، وہاں تحریک رُجوع اِلیٰ القرآن کے اجتماعات سے ایک اور یاد کا اضافہ ہوگیا۔
۱۹۷۶ء میں بھی ڈاکٹر صاحب کے دروسِ قرآن کی ہفتہ وار نشستیں مسجدِ شہداء (ریگل چوک) مسجدِ خضراء (سمن آباد) مسجدِ دارالسّلام (باغِ جناح) اور برکت علی اسلامیہ ہال میں جاری رہیں !!!
اِس سال ایک نیا اضافہ جامع مسجد یونیورسٹی نیو کیمپس کا ہے جہاں ڈاکٹر صاحب نے بعد نمازِ جمعہ منتخب نصاب کے درس کا آغاز کیا۔ اپنی گوناں گوں مصروفیات اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر ڈاکٹر صاحب برکت علی اسلامیہ ہال اور مسجدِ دارالسّلام میں درس آخر سال تک جاری نہ رکھ سکے۔ چنانچہ برکت علی اسلامیہ ہال کا درس ختم کرنا پڑا اور مسجدِ دارالسّلام میں جناب مختار حسین صاحب فاروقی نے درس دینے کی ذمّہ داری سنبھال لی۔
اِس سال کے دوران جامعۂ پنجاب نیو کیمپس کی جامع مسجد میں بھی ڈاکٹر صاحب نے درس بند کر دیا کیونکہ مسجدِ خضراء سے لوگوں کا ڈاکٹر صاحب سے خطبۂ جمعہ کیلئے تقاضا شدّت اختیار کر گیا تھا۔ آپ پہلے یہاں دیا کرتے تھے لیکن نیو کیمپس کی جامع مسجد میں جمعہ کے درس کی وجہ سے انہیں یہ بند کرنا پڑا تھا اور اُسے ہفتہ کو کر دیا تھا۔ اب ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ مسجدِ خضراء میں درس بجائے ہفتہ کے بعد نمازِ جمعہ دینا شروع کر دیا اور جمعہ کے خطبۂ مسنونہ سے قبل موصوف نے "اربعینِ نوویؒ" سے احادیث اور اُن کی شرح و تفسیر بیان کرنی شروع کر دی۔ مسجدِ شہداء میں بھی ڈاکٹر صاحب نے درسِ قرآن کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، جس سے لوگ بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ مسجدِ شہداء، مسجدِ خضراء اور دیگر مقامات کے دروس میں خواتین کے لیے پردہ کا مکمل انتظام ہوتا ہے اور خواتین نہایت پابندی اور ذوق و شوق سے اُن میں شرکت کرتی ہیں۔
۵ ستمبر ۱۹۷۶ء سے ۹ ستمبر تک مسجدِ شہداء میں خصوصی نشستیں ہوئیں جن میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے پمفلٹ "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کا مطالعہ کرایا۔ یہ رمضان المبارک کا مقدّس

مہینہ تھا۔ اس موقع پر ایک صاحبِ خیر کی جانب سے یہ پمفلٹ شرکاء میں سینکڑوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا۔ افطاری کا اہتمام اجتماعی طور پر کیا جاتا رہا۔

لاہور میں دُرُوس کی اِن مستقل نشستوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن اور خطابات ہوتے رہتے ہیں۔ مختلف کالجوں اور دینی، رفاہی اور ثقافتی اداروں کی جانب سے موصوف کو مسلسل درس اور خطاب کے دعوت نامے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ مصروفیات کے پیشِ نظر ڈاکٹر صاحب کو ہر جگہ وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے، تاہم امکان بھر کوشش کی جاتی ہے کہ دعوت پہنچانے کے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ عرصۂ زیرِ رپورٹ میں ڈاکٹر صاحب محترم نے جو خطابات کئے ہیں اُن کی فہرست مرتّب کی جائے تو یہ رپورٹ اس کی متحمل نہ ہو سکے گی۔ اِس لیے آخری سال یعنی ۷۶ ۱۹ء میں اس قسم کے پروگراموں کی جھلکیوں ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۳ر جنوری کو ایک رفیق کے مکان (سمن آباد) پر قرآن کی دعوت پیش کی گئی۔

۱۸ر فروری کو سنٹرل ٹریننگ کالج میں "اسلام اور پاکستان" کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔

اسی موضوع پر ۳ر مارچ کو اسلامیہ کالج میں بھی خطاب کیا گیا، ۳ر مارچ ہی کو سنٹرل ٹریننگ کالج ہاسٹل میں "نبی اکرمؐ کا مقصدِ بعثت" کے موضوع پر تقریر کی گئی۔

۱۳ر مارچ کو جامع مسجد ای (E) بلاک ماڈل ٹاؤن میں "سیرۃُ النبیؐ" کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔

۱۴ر اور ۱۷ر مارچ کو بالترتیب پاکستان ائرفورس کے ائرپورٹ بیس (B A S E) اور والٹن ٹریننگ اسکول میں "سیرۃُ النبیؐ" کے جلسوں میں تقاریر کی گئیں۔

۲۵ر مارچ کو گورنمنٹ کالج کی مجلسِ عربی کے زیرِ اہتمام ایک اجتماع میں تقریر ارشاد فرمائی۔!!

۱۸ر اپریل کو المعاون سوسائٹی سوڈھیوال کوارٹرز میں "سیرۃُ النبیؐ" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

مدرسہ ضیاء العلوم میں ۲۶ر اپریل کو درسِ قرآن مجید دیا۔

۲۷ر اپریل کو گورنمنٹ کالج اور پاکستان ائرفورس بیس ائرپورٹ میں "سیرۃُ النبیؐ"

کے جلسوں میں تقریر کی۔

۲۸ر اپریل کو لاہور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو خطاب فرمایا۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (NIPA) کے زیر اہتمام اجتماعات میں ۱۳ر اور ۱۸ر مئی کو بالترتیب "اسلام کا معاشی نظام" اور "اسلام کا عدلِ اجتماعی" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

ڈینٹل کالج کے رضا ہال میں ۲۱ر مئی کو درسِ قرآن دیا۔

۲۵ر مئی کو مسجدِ خضراء میں اور ۲۷ر مئی کو ایک رفیق کے مکان پر "معراج النبیؐ" کے موضوع پر تقاریر ارشاد فرمائیں۔

۷ر نومبر کو جامع مسجد مسلم کالونی دسمن آباد میں "حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل رُوح ۔ قرآنِ کریم کے آئینے میں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر صاحب نے جمعہ کے روز مسجدِ خضراء میں اور ۲ر دسمبر (۱۰ر ذی الحجّہ) کو مسجد دارالسّلام (باغِ جناح) میں دوگانہ عید سے قبل خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع شہر کے تین بڑے اجتماعات میں سے ایک تھا۔ نمازِ عید کی امامت بھی ڈاکٹر صاحب نے فرمائی۔

۲۷ر نومبر کو ایچی سن کالج میں حُسنِ قرأت کی ایک محفل میں شرکت فرمائی اور "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر خطاب فرمایا جو بہت مؤثر تھا۔ ۸ر دسمبر کو اسٹاف ویلفیئر ایسوسی ایشن آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے "سیرت النبیؐ" کے جلسہ کو خطاب فرمایا۔

۱۱ر دسمبر کی شب کو مسجد لائن والی (مولانا احمد علیؒ کی مسجد) شیرانوالہ دروازہ میں شہادتِ عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ پر جناب مولانا عبید اللہ صاحب انور کے زیرِ صدارت ایک جلسہ میں ڈاکٹر صاحب نے انتہائی اثر انگیز اور معلومات افزا تقریر ارشاد فرمائی۔

کراچی

دعوت رجوع الی القرآن کی ابتدا کراچی میں اس طرح ہوئی کہ اگست ۱۹۷۱ء میں کراچی سے پانچ رفقاء لاہور تشریف لائے اور یہاں چند روز قیام فرما کر انہوں نے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کے کام کا قریب سے مطالعہ و مشاہدہ کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو اس کام کے لیے کھول دیا اور واپسی پر اسی نہج پر کراچی میں آغازِ کار کی ایک زبردست تحریک اُن کے دلوں میں پیدا ہوگئی۔

کراچی کے رُفقاء کی آتشِ شوق کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کراچی

تشریف لانے کی دعوت قبول فرمالی۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں پابندی سے ہر ماہ کراچی کا دورہ کرتے رہے۔ پورے سال میں صرف ایک ماہ کا ناغہ رمضان المبارک کی وجہ سے ہوا جس کی تلافی ڈاکٹر صاحب نے دسمبر کے آخر میں کراچی میں منعقدہ دس روزہ تربیتی اجتماع میں شرکت سے کر دی۔

جنوری ۱۹۷۲ء سے مئی ۱۹۷۲ء تک کے مرکزی اجتماعات رباط العلوم اسلامیہ (عالمگیر روڈ) کے ہال میں منعقد ہوئے، جو شہر کے مضافات میں واقع ہے۔ جون سے دسمبر ۱۹۷۲ء تک چند ماہ شہر کے مرکزی مقام پر واقع جمعیت الفلاح ہال میں اور بقیہ چند ماہ رباط العلوم کے ہال ہی میں یہ مرکزی اجتماعات منعقد ہوتے رہے۔ جن میں ڈاکٹر صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ اس سلسلہ کا پہلا اجتماع ۲ رجنوری ۱۹۷۲ء کو رباط العلوم میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے حالاتِ ملکی کا پس منظر اور پیش منظر بیان کیا اور دعوت رجوع الی القرآن کی ضرورت و اہمیت واضح کی۔

شہر کے اِن مرکزی اجتماعات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب اپنے کراچی کے قیام کے دوران خطبۂ جمعہ بھی دیتے تھے جو اکثر جامع مسجد کورٹ روڈ میں دیا جاتا رہا۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر صاحب ہر ماہ کا پہلا اتوار اور اس سے قبل کے تین دن کراچی میں گزارتے تھے۔ اتوار کے مرکزی اجتماع اور جمعہ کے خطبہ کے علاوہ باقی دو دنوں میں شہر کے مختلف مقامات پر واقع دیگر مساجد میں بھی درسِ قرآن کا انتظام کیا جاتا تھا جن میں شہر کے مرکزی مقام پر واقع مسجد باب الاسلام (آرام باغ) مضافات میں واقع ریاض مسجد (دہلی سوداگر سوسائٹی) اور محمدی مسجد (عزیز آباد) قابلِ ذکر ہیں۔ بعض رفقاء نے اپنے گھروں پر لوگوں کو جمع کر کے ڈاکٹر صاحب کو درسِ قرآن کی دعوت دی۔ ۱۹۷۲ء میں اِن مستقل اجتماعات کے علاوہ بعض مقامات پر ڈاکٹر صاحب کے خطابات بھی ہوئے۔ ۲ رمارچ ۱۹۷۲ء کو موصوف نے یونین کلب (سراج الدولہ روڈ) میں "تہذیبِ حاضر کے فکری رجحانات اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ حاضرین میں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی اکثریت تھی یکم اپریل کو جامع مسجد نیو ٹاؤن میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کے دار الحدیث کے وسیع ہال میں جامعہ کے طلباء اور اساتذہ کرام کو خطاب کیا۔ اِس اجتماع کی صدارت جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے فرمائی۔ اِس خطاب میں علمائے کرام اور دینی طلباء کو ملت کے ذہین و فہیم طبقہ میں دعوتِ تجدیدِ ایمان اور دعوت رجوع الی القرآن کی ضرورت و اہمیت کی طرف متوجہ

کرایا گیا۔

دسمبر ۱۹۷۲ء کے آخری عشرہ میں، کراچی میں ایک دس روزہ تربیت گاہ منعقد کی گئی جس کا ذکر "تربیت گاہوں" کے زیرِ عنوان آئے گا۔ اس تربیت گاہ کے اختتام پر ڈاکٹر صاحب نے یہ بات واضح کر دی کہ جہاں تک اُن کی محدود قوتوں اور صلاحیتوں کا تعلق ہے وہ لاہور میں پُوری طرح مصروفِ کار ہیں بلکہ ابھی خود لاہور میں ان جیسے سینکڑوں خادمانِ کتابِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کراچی سے بعض احباب کی خواہش پر انہوں نے ماہانہ آمد کا سلسلہ شروع کیا تھا اور چونکہ وہ ہر سال بحمد اللہ رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران آئندہ سال کا پروگرام طے کرتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک ہی سال کا پروگرام بنایا تھا جو اللہ تعالیٰ نے کمال فضل وکرم سے پورا کرا دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آئندہ کراچی میں اس کام کا دارومدار خود احبابِ کراچی کی ابتدائی تحریک (INITIATIVE) پر منحصر ہے ان کا معاملہ محض ثانوی ہوگا، بشرطیکہ کوئی ہیئتِ تنظیمی قائم ہو جائے۔

چنانچہ مارچ ۱۹۷۳ء میں کراچی کے اِن احباب نے جو وہاں اس سلسلۂ دعوتِ قرآنی کو جاری رکھنے کے شدت سے خواہش مند تھے، ایک سلسلۂ اجتماعات کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں ڈاکٹر صاحب کے کتابچے "اسلام کی نشاۃِ ثانیہ : کرنے کا اصل کام" کا بالاستیعاب اجتماعی مطالعہ ہوا اور اُس کے نتیجہ کے طور پر "انجمن خدّام القرآن کراچی" کے نام سے "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" کی ایک ذیلی انجمن کے قیام کا فیصلہ کر لیا جس کے تفصیلی قواعد و ضوابط اور دستور بھی طے ہو گئے اور رکنیّت سازی کی مہم کے بعد مجلسِ منتظمہ اور عہدیداران کے انتخاب بھی عمل میں آ گئے۔

اپریل ۱۹۷۳ء میں ڈاکٹر صاحب تین دن کے لیے کراچی تشریف لائے۔ ۱۵ر اور ۱۶ر اپریل کو جمعیّت الفلاح ہال میں صبح کی نشست میں بالترتیب دو اجتماعِ عام منعقد ہوئے جن میں پہلے اجتماع میں "بعثتِ نبوی ؐ کا مقصد اور اس کے لیے حضورؐ کی جدّوجہد کا خاکہ" کے موضوع پر اور دوسرے اجتماع میں "نبی اکرم ؐ کا طریقِ دعوت و اصلاح" کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ ۱۶ر اپریل کو بعد نمازِ عصر انجمن خدّام القرآن کراچی کی مجلسِ عمومی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے "تعارفِ مقصد" کے زیرِ عنوان تقریر فرمائی۔

اِس سال کے دَوران ڈاکٹر صاحب نے کراچی کے چھ سفر کیے اور ہر بار کراچی آمد پر

وہاں کے رفقاء نے ڈاکٹر صاحب سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کی۔ گذشتہ سال کی بہ نسبت اِس سال کراچی میں ڈاکٹر صاحب کی حاضری کم رہی۔ اس کمی کو کراچی کے رفقاء نے اِس طرح پورا کیا کہ شہر کے مختلف علاقوں کی مساجد اور رفقاء کے مکانات پر ہر ہفتہ لوگوں کو جمع کر کے ڈاکٹر صاحب کے دروسِ قرآن اور تقاریر بذریعہ ٹیپ سنائی گئیں۔ شہر میں اس طرح دس مقامات پر اِس کام کا آغاز کیا گیا جو بحمداللہ بہت پسند کیا گیا اور اس طرح دعوت رجوع اِلیَ القرآن کا محلہ محلہ تعارف ہوتا چلا گیا۔ کراچی میں انجمن خدام القرآن کی تاسیس کے بعد پہلی بار ڈاکٹر صاحب کی آمد جون ۱۹۷۳ء میں ہوئی۔ ۶/ اور ۷/ جون کو جمعیت الفلاح ہال میں درسِ قرآنِ حکیم کی دو مرکزی مجالس منعقد ہوئیں۔ ۸/ جون کو مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں نمازِ جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔ اسی شب کو حسین ڈی سلوا ٹاؤن کے میونسپل گراؤنڈ میں ایک مقامی انجمن کے اشتراک سے منعقدہ جلسۂ عام میں ڈاکٹر صاحب نے "سیرت النبیؐ" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

جولائی ۱۹۷۳ء میں انجمن خدام القرآن کراچی کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب کراچی پہنچے۔ ۲۷/ جولائی کو جمعہ کا خطاب مدینہ مسجد (آرٹلری میدان) میں ہوا۔ جس میں موصوف نے سورۂ والشمس کے مضامین و مطالب بیان فرمائے۔ جمعہ ہی کی شب کو دہلی کالونی میں خطاب فرمایا جس میں سورۂ تحریم کی دو آیات کے مطالب و مفاہیم نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں بیان فرمائے۔ ۲۸/ جولائی کی شام کو ڈاکٹر صاحب نے کراچی ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی جانب سے منعقدہ جلسۂ سیرت النبیؐ سے خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع بار روم میں منعقد ہوا تھا اور اس میں خاصی تعداد میں وکلاء شریک تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے "از روئے قرآنِ حکیم بعثتِ نبویؐ کا مقصد" کے عنوان سے سیرتِ مطہرہ کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالی۔ ۲۸/ جولائی ہی کی شب کو مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں ڈاکٹر صاحب نے سورۂ والتین کا درس دیا اور مرتبۂ صدیقیت کی وضاحت فرمائی۔ کراچی کا مرکزی اجتماع ۲۹/ جولائی کی صبح مدینہ مسجد میں منعقد ہوا، جس میں ہر چہار اطراف سے لوگ شریک ہوئے۔ اِس اجتماع میں ڈاکٹر صاحب نے سورۂ فاتحہ کا درس دیا۔ اسی روز بعد نمازِ عشاء ڈاکٹر صاحب نے ناظم آباد بلاک ۵ کی جامع مسجد میں خطاب فرمایا۔ خطاب کا موضوع "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" تھا۔ جس کے لیے آپ نے سورۂ اعراف کی آیت کا ایک ٹکڑا منتخب کیا تھا۔ شرکاء کی تعداد چار سَو سے متجاوز تھی۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خطاب

بے حد مؤثر تھا اور بہت پسند کیا گیا۔

ماہِ ستمبر ۱۹۷۳ء میں ڈاکٹر صاحب کے کراچی کے دورہ کے موقع پر ۹ تا ۱۱ ستمبر جمعیت الفلاح ہال میں درسِ قرآن کی تین مجالس منعقد ہوئیں۔ ۱۰ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب نے ناظم آباد بلاک ۵ کی جامع مسجد میں "راوِ نجات" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور ۱۱ ستمبر کو بعد نمازِ عشاء جامع مسجد پیر الٰہی بخش کالونی میں درسِ قرآن دیا۔

اواخر دسمبر ۱۹۷۳ء میں جمعیت الفلاح ہال (صدر) میں ایک ہفت روزہ قرآنی تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ اِس دورہ کے موقع پر ڈاکٹر صاحب نے ایک خطاب پاکستان نیشنل آئلز لمیٹڈ کی سالانہ تقریب سیرت النبیؐ میں کیا۔ اِس موقع پر جو کتاب نشانِ تقریب (SOUVENIR) کے طور پر سیرت کمیٹی نے شائع کی، وہ دراصل ڈاکٹر صاحب کے کتابچہ "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" پر مشتمل تھی۔ اسی دورہ کے موقع پر دو خطابات جامع مسجد پیر الٰہی بخش کالونی اور مسجدِ خضراء (صدر) میں اجتماعاتِ جمعہ سے ہوئے اور ایک خطاب جامع مسجد نیو ٹاؤن میں ایک تقریبِ نکاح کے بعد "اسلام کا معاشرتی نظام" کے موضوع پر ہوا۔

۱۹۷۴ء کے لیے ڈاکٹر صاحب کا فیصلہ یہ تھا کہ وہ چار مرتبہ سے زائد کراچی تشریف نہ لا سکیں گے۔ البتہ موصوف نے یہ پیش کش فرمائی کہ ہر دورہ میں دو تین دن کی بجائے پانچ چھ دن دے سکتے ہیں۔

اپریل ۱۹۷۴ء میں کراچی کے مضافات (کورنگی) میں ایک چار روزہ (۷ تا ۱۰ اپریل) اقامتی تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر صاحب نے شرکت فرمائی۔

۳۰ اور ۳۱ مارچ ۱۹۷۴ء کو تھیوسوفیکل ہال میں دو بڑے اجتماعات منعقد کئے گئے، جن میں ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے ان خطابات کے لیے سیرت النبیؐ کا موضوع مقرر کیا گیا تھا۔ اِن میں سے ایک اجتماع کی صدارت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (خلفُ الرّشید مفتی محمد شفیع صاحبؒ) مدیر "البلاغ" نے اور دوسرے کی صدارت مولانا محمد عبّاس صاحب ندوی خطیب جامع مسجد کورٹ روڈ نے فرمائی۔ اس طرح ایک اجلاس حنفی اور دوسرا اہلِ حدیث عالمِ دین کے زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ کراچی میں جمعیت الفلاح ہال اور مساجد کو چھوڑ کر پہلی بار ایک بڑے پبلک ہال میں اجتماع منعقد کیا گیا تھا جو بحمد اللہ اپنی حاضری اور اثرات کے اعتبار سے بہت کامیاب رہا۔ اور رفقاء

کی حوصلہ افزائی کا باعث بنا۔

کراچی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب ۳۰ رمئی ۱۹۷۴ء کو کراچی تشریف لائے اور اگلے روز شام کو ہائی کورٹ بار کی جانب سے بار رُوم میں منعقدہ سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کو خطاب فرمایا۔ جلسہ میں وُکلاء نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی جن میں بعض چوٹی کے وکلاء اور ایک سابق مرکزی وزیرِ قانون بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر کراچی آمد کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے دو پروگرام رکھ لیے گئے۔ موصوف نے ۳۰ رمئی کو بعد نمازِ عشاء مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں درسِ قرآن دیا اور اگلے دن ۳۱ رمئی کو ہاشمی مسجد (پیر کالونی) میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔

جون ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر صاحب کی کراچی تشریف آوری کے موقع پر ۲۲، ۲۳ ر جون کو تھیوسوفیکل ہال میں دو اجلاس منعقد کیے گئے جن سے ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ پہلے اجلاس کا موضوع تھا "حقیقتِ شرک" اور دوسرے کا "حقیقتِ ایمان"۔ پہلے اجلاس کی صدارت اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے مشہور عالمِ دین جناب مولانا بدیع الدین صاحب (جو پیر جھنڈا کے نام سے معروف ہیں) نے کرنی تھی لیکن اُن کے عمرہ کیلئے تشریف لے جانے کی وجہ سے انجمن کراچی کے صدر جناب فیض رسول صاحب کو کرنی پڑی۔ دوسرے اجلاس کی صدارت ممتاز عالمِ دین اور مدرسہ اسلامیہ حیدر آباد کے مہتمم مولانا سیّد وصی مظہر صاحب ندوی نے فرمائی۔

۲۴ ر جون کو ڈاکٹر صاحب نے ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی کی اسلامی سوسائٹی کی دعوت پر کالج کے وسیع ہال میں طلباء کے ایک بڑے اجتماع کو خطاب فرمایا جس کا موضوع تھا "اسلام کی دعوتِ انقلاب"۔

۲۴ ر اور ۲۵ ر جون کی شام کو بالترتیب موصوف نے مدینہ مسجد (فریئر روڈ) اور مسجدِ قدسیہ (دہلی کالونی) میں درسِ قرآن دیا۔

ستمبر ۱۹۷۴ء میں کراچی میں دو بڑے بڑے اجتماعات کو ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ ۶ ر اور ۷ ر ستمبر کی شام کو تھیوسوفیکل ہال میں یہ اجتماعات منعقد ہوئے۔ پہلے کا موضوع تھا "اسلام میں جہاد کا تصوّر" (جس کی صدارت مولانا شمس الحسن صاحب خطیب جامع مسجد خضراء نے فرمائی) اور دوسرے کا موضوع "ہمارے ملّی مسائل اور اُن کا حل" تھا۔ اِس جلسہ کی صدارت اہلِ حدیث

مکتبِ فکر کے ایک مخلص دینی کارکن مولانا مسعود احمد صاحب (بی-ایس-سی) نے فرمائی۔
نومبر ۱۹۷۴ء میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جانے کے لیے جب ڈاکٹر صاحب کراچی سے گزرے تو ان کے مختصر قیام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دو تین پروگرام بنا ڈالے گئے آپ نے ۱۸ نومبر کو تھیوسوفیکل ہال میں "اُمتِ مسلمہ کا عروج و زوال اور احیائے اسلام کی مساعی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اِس جلسہ کی صدارت تحریکِ پاکستان کے ممتاز رہنما جناب ڈاکٹر الٰہی علوی صاحب نے کی اور ۱۹ نومبر کو بعد عشاء مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں درسِ قرآن دیا۔

فروری ۱۹۷۵ء میں رفقاء کے خصوصی اجتماعات کو خطاب کرنے کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۰ فروری کو مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں درسِ قرآن دیا اور ۱۴ فروری کو مسجدِ رحمانیہ (بوہرا پیر) میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔

مارچ ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر صاحب بعض اہم امور پر رفقاء سے صلاح و مشورہ کے لیے کراچی تشریف لائے۔ اِس موقع پر آپ نے ۱۱ مارچ کو مسجدِ قدسی (جمشید روڈ) میں درسِ قرآن دیا۔

۲۹ اپریل تا ۲ مئی ۱۹۷۵ء جمعیت الفلاح ہال میں چہار روزہ درسِ قرآن کے اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں ڈاکٹر صاحب نے درسِ قرآن دیا اور ۲ مئی کو تجارتی مسجد (بولٹن مارکیٹ) میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا، جس کا موضوع تھا "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں"۔

مئی ۱۹۷۵ء کے اواخر میں ڈاکٹر صاحب کی دوبارہ کراچی تشریف آوری ہوئی۔ ۳۰ مئی کو موصوف نے تھیوسوفیکل ہال میں نبی اکرمؐ کی سیرت پر تقریر ارشاد فرمائی۔ اِس جلسہ کی صدارت کراچی کے ایک معروف وکیل جناب نیاز احمد خان صاحب سابق سیکرٹری کراچی بار ایسوسی ایشن نے فرمائی۔ یکم تا ۴ جون جمعیت الفلاح ہال میں پھر چہار روزہ درسِ قرآن کے اجلاس منعقد ہوئے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۃ حدید کے پہلے تین رکوعوں کا درس دیا۔

۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۵ء میں مساجد میں اور رفقاء کے مکانات پر ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن بذریعہ ٹیپ سنانے کا سلسلہ جاری رہا۔ اِس قسم کے اجتماعات ہر ہفتہ جامع مسجد بلاک ۵ ناظم آباد، جامع مسجد عثمانیہ کالونی، دفتر پاکستان نیشنل آئلز لمیٹڈ، پیر الٰہی بخش کالونی، ملیر کالونی، لانڈھی کالونی، فیڈرل بی ایریا اور صدر کے علاقے میں منعقد کئے جاتے رہے۔

مارچ ۱۹۷۳ء میں کراچی میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی حسب ذیل انجمن

"انجمن خدّام القرآن کراچی" کی تاسیس ہوئی تھی، یکم جون ۱۹۷۵ء کو اُسے ختم (DISSOLVE) کر دیا گیا۔ وجہ اِس کی یہ ہوئی کہ پتہ چلا کہ کراچی میں عرصۂ دراز سے "انجمن خدّام القرآن" کے نام کا ایک رجسٹرڈ ادارہ پہلے سے موجود ہے اور قانوناً ایک شہر میں ایک ہی نام سے دو بڑے ادارے نہیں ہو سکتے۔ اِس لیے "انجمن خدّام القرآن کراچی" کو ختم کر کے مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کا ایک ذیلی دفتر کراچی میں قائم کر دیا گیا۔ یکم جون ۱۹۷۵ء کے بعد تمام سرگرمیاں ذیلی دفتر کی جانب سے عمل میں آئیں۔

۵؍ جولائی کو ڈاکٹر صاحب کوئٹہ سے واپسی میں مختصر قیام کے لیے کراچی تشریف لائے۔ موصوف تربیت گاہ کے انعقاد کے سلسلہ میں جائزہ لینے کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ اسی دن فیڈرل بی ایریا کی ایک مسجد میں مقامی نوجوانوں کی ایک تنظیم "شبّانُ المسلمین" کے زیرِ اہتمام ایک اجتماعِ عام میں ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ خطاب کا موضوع تھا: "مقامِ صدّیقیّت"

ستمبر ۱۹۷۵ء میں دو بڑے پروگرام ہوئے۔ ۳؍ ستمبر کو فیڈرل بی ایریا میں ایک رفیق کے مکان پر ڈاکٹر صاحب نے درسِ قرآن دیا اور ۵؍ ستمبر کو بخاری مسجد (بولٹن مارکیٹ) میں خطبۂ جمعہ سے قبل "روزہ کی حکمت" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

نومبر اور دسمبر ۱۹۷۵ء میں بھی ڈاکٹر صاحب کی کراچی تشریف آوری ہوئی اور دونوں ماہ مدینہ مسجد (فریئر روڈ) میں درسِ قرآن دیا۔ نومبر میں چار روزہ اجتماعات میں سُورۂ انفال کا درس دیا اور دسمبر میں آٹھ روزہ مجالس میں سورۃ توبہ کا درس۔ دسمبر میں آٹھ روزہ پروگرام کے دوران یعنی ۲۶؍ دسمبر کو مدینہ مسجد ہی میں خطبۂ جمعہ سے قبل ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا اور ۲۸؍ دسمبر کو بھی اسی مسجد میں نکاح کی ایک مجلس میں "اسلام کا معاشرتی نظام" پر سیر حاصل تقریر فرمائی۔ اِس موقع پر ایک صاحبِ خیر کی جانب سے حاضرین میں "دعوت اِلیَ اللّٰہ" نامی ڈاکٹر صاحب کا پمفلٹ مفت تقسیم کیا گیا۔

۲۳؍ فروری ۱۹۷۶ء کو ڈاکٹر صاحب کراچی تشریف لائے۔ موصوف نے اُسی رات دہلی کالونی میں ایک عشائیہ پر لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور دعوت رجوع اِلیَ القرآن کو شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا۔ ہمارے ایک رفیق نے خاص طور پر اس عشائیہ کا اہتمام کیا تھا اور اپنے احباب کو مدعو کیا تھا۔

۲۳؍ تا ۲۶؍ فروری محمدی مسجد دستگیر سوسائٹی میں بعد نمازِ مغرب سہ روزہ درسِ قرآن

کی مجالس منعقد ہوئیں جن میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۂ والعصر اور سُورۂ صف کا مکمّل اور سُورۂ حج، سورۂ حجرات اور سُورۂ جمعہ کی کچھ آیات کا درس دیا۔ اِس موقع پر حاضرین میں ڈاکٹر صاحب کا مقبولِ عام پمفلٹ : "راہِ نجات، سُورۂ والعصر کی روشنی میں" مفت تقسیم کیا گیا۔

۲۴ر فروری اور ۲۶ر فروری کو دن میں ڈاکٹر صاحب نے بالترتیب سویڈش پاک انسٹی ٹیوٹ میں "سیرت النبیؐ" کے موضوع پر اور این۔ای۔ڈی انجینئرنگ کالج میں "فلسفۂ شہادت اور خلافتِ راشدہ" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اِن اجتماعات کا اہتمام یومِ فاروقِ اعظمؓ آرگنائزنگ کمیٹی کی جانب سے کیا گیا تھا۔ انجینئرنگ کالج کا وسیع و عریض ہال طلباء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور بہت سے طلبا ہال سے باہر کھڑے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر بے انتہا پسند کی گئی اور طلباء کا تقاضا تھا کہ ڈاکٹر صاحب ہر بار کراچی آمد کے موقع پر ان کو خطاب کرنے کے لیے ضرور وقت نکالا کریں۔

۲۷ر فروری کو مدینہ مسجد کے قریب ایک رفیق کے مکان پر خصوصی اجتماع ہوا، جس میں مدینہ مسجد میں ڈاکٹر صاحب کے درس میں شریک اُن حضرات نے شرکت فرمائی جو دعوت رجوع الی القرآن کے پروگرام سے دلچسپی رکھتے تھے اور اسے سمجھنے کے بعد اس سے تعاون کرنے کے خواہاں تھے۔!!

کراچی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب دوبارہ ۳ر اپریل ۱۹۷۶ء کو کراچی تشریف لائے اور ہائی کورٹ بار میں وکلاء کے ایک اجتماع کو خطاب فرمایا جس کی صدارت سپریم کورٹ کے (ریٹائرڈ) جسٹس زیڈ، بی کیکاؤس صاحب نے فرمائی۔ ۴ر اور ۵ر اپریل کو ناظم آباد بلاک ۵ کی جامع مسجد میں آیتِ برّ (سُورۂ بقرہ) اور سورۂ حج کی آخری آیات کا درس دیا اور دعوت دی کہ جو حضرات ہمارے کام کو سمجھنا چاہیں وہ اگلے روز قریب ہی ایک رفیق کے مکان پر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ دوسرے روز اس اجتماع میں کچھ حضرات تشریف لائے جن کے سوالات کا ڈاکٹر صاحب نے تشفّی بخش جواب دیا اور انہیں دعوتِ قرآنی سے بخیر و خوبی واقف کرایا۔ شرکاء نے تعاون کا وعدہ کیا۔

۶ر اپریل کی شب کو کراچی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر کے مکان پر ایک پُرتکلف دعوتِ طعام کے موقع پر کراچی کے ممتاز وکلاء سے تبادلۂ خیال کیا جو خاص طور پر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کرانے کے لیے مدعو کیے گئے تھے۔ آپ نے اُن کے سامنے اپنی دعوت

نہایت علمی انداز میں پیش فرمائی۔
۷ر اپریل کو کراچی ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی جانب سے سٹی کورٹ کے وسیع ہال میں منعقد کردہ وکلاء کے ایک بڑے اجتماع کو خطاب فرمایا اور اسی روز بعد نمازِ عشاء لیسین مسجد (کھجور بازار) میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر نہایت آسان زبان میں تقریر فرمائی۔
ستمبر ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹر صاحب عمرہ کے لیے حجازِ مقدس تشریف لے گئے۔ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں واپسی ہوئی تو کراچی کے مختصر قیام کے دوران شمیم مسجد (دہلی کالونی) میں پروگرام بنا ڈالا گیا۔ جہاں ڈاکٹر صاحب نے ۶ر اکتوبر کو درسِ قرآن دیا۔
ڈاکٹر صاحب ۳۱ر اکتوبر کو باقاعدہ دورہ پر کراچی تشریف لائے۔ اِس موقع پر کراچی کے مضافات کی ایک بستی رفاہِ عام سوسائٹی (ملیر ہالٹ) میں سہ روزہ درسِ قرآن کا پروگرام ترتیب دیا گیا، جس میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۂ حدید کے تین رکوعات کا درس دیا۔ شرکاء کی حاضری ڈھائی سو تک پہنچ گئی۔ شہر کے مضافات میں ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن کا یہ پہلا پروگرام تھا۔ اِس لیے اِس میں ملیر، سعود آباد، ڈرگ روڈ اور لانڈھی سے خاصی بڑی تعداد میں شمعِ قرآنی کے پروانے جمع ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے درس کے بعد ۳ر نومبر کو ایک رفیق کے مکان پر علاقہ کے لوگوں کا اجتماع ہوا جو ڈاکٹر صاحب کے درس سے ازحد متأثر تھے۔ اِس اجتماع میں ڈاکٹر صاحب نے دعوت کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا اور یہاں ایک حلقہ وجود میں آ گیا اور طے ہوا کہ ہر ہفتہ ڈاکٹر صاحب کا درسِ قرآن بذریعہ ٹیپ سنایا جایا کرے گا۔ الحمد للہ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اکتوبر کے بعد ڈاکٹر صاحب کی کراچی تشریف آوری دسمبر ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ موصوف ۲۳ر دسمبر کو سکھر ہوتے ہوئے کراچی پہنچے اور اُسی روز شام کو تھیوسوفیکل ہال میں ایک بڑے اجتماعِ عام میں "ہمارے قومی، ملّی اور دینی فرائض" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اگلے دن کراچی کے مشہور تجارتی علاقہ میں واقع بُخاری مسجد میں خطبۂ جمعہ سے قبل تقریر فرمائی۔ ۲۴ر دسمبر کی شام سے جمعیت الفلاح ہال میں سہ روزہ درسِ قرآن کی مجالس کا آغاز ہوا۔ اِس پروگرام کے لیے تین دنوں میں پانچ نشستیں رکھی گئی تھیں، جن میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۂ کہف کا مکمل درس دیا۔
یہ تھے وہ پروگرام جو کراچی میں ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کے موقعوں پر رکھے جاتے رہے۔

اِن کے علاوہ کراچی میں پابندی کے ساتھ ہر ہفتہ جاپان مینشن (صدر) میں عام اجتماع منعقد ہوتا رہا، جس میں قرآنِ کریم کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ شیخ جمیل الرحمٰن صاحب جب تک کراچی میں تھے تو وہ درسِ قرآن دیتے تھے۔ اُن کی لاہور منتقلی کے بعد یہ ذمّہ داری ہمارے ایک نوجوان رفیق عبدالرزاق صاحب بخیر وخوبی نباہ رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب (نو مسلم) درسِ حدیث دیتے ہیں۔ موصوف ایک معروف اہلِ حدیث عالمِ دین ہیں۔ اِس اجتماع میں کبھی کبھار ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے درسِ قرآن اور خطابات کے ٹیپ بھی سنائے جاتے ہیں۔ گاہے گاہے لٹریچر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔

مکتبہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کا کراچی میں ایک سیل ڈپو ہے، جہاں سے تاجرانِ کتب اور دیگر خریداروں کو کتب فروخت کی جاتی ہیں۔ نیز اجتماعات کے موقع پر باقاعدہ اسٹال لگایا جاتا ہے۔ متعدد بار نمازِ جمعہ کے بعد مساجد کے باہر گروپ کی شکل میں کھڑے ہو کر کتب فروخت کی گئی ہیں۔

سکّھر

ڈاکٹر صاحب ۱۹۷۰ء میں جب سکّھر تشریف لے گئے تو سب سے پہلی تقریر آپ نے تعمیرِ نَو ہائی اسکول میں ارشاد فرمائی۔ یہ تقریر "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے۔ اِسی سفر میں ڈاکٹر صاحب نے مکّی مسجد سکّھر میں سُورۂ والعصر کا درس دیا جو بے حد پسند کیا گیا۔ اِس کے بعد ڈاکٹر صاحب کی گاہے گاہے سکّھر آمد و رفت جاری رہی۔ ۶ر مارچ ۱۹۷۲ء کو "جمعیّت پنجابی سوداگران" کے زیرِ تعمیر ہسپتال کے جنرل وارڈ کے لیے تعمیر شدہ بڑے ہال میں ڈاکٹر صاحب کا خطاب ہُوا موصوف نے نیکی کے مروّجہ تصوّر پر تنقید کی اور قرآن مجید نے نیکی کا جو تصوّر دیا ہے، اُس کی سُورۂ بقرہ کی آیتِ برّ کی روشنی میں وضاحت فرمائی۔ ۷ر مارچ کی صبح کو جامع مسجد اہلِ حدیث میں درسِ قرآن مجید سورۂ حجرات کی آخری پانچ آیات پر مشتمل، دیا گیا۔

اپریل ۱۹۷۲ء کے ماہانہ دَورہ میں ڈاکٹر صاحب نے ۳ر اپریل کو فاران کلب کے زیرِ اہتمام "نیکی کی حقیقت از رُوئے قرآن" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور مکّی مسجد میں سُورۂ حج کے آخری رکوع کا درس دیا۔

مئی کے دَورہ کے دَوران ۸ر مئی ۱۹۷۲ء کی شب کو ڈاکٹر صاحب نے سکّھر کی جامع مسجد میں تقریر فرمائی اور ۹ر مئی کی صبح کو حسبِ معمول مکّی مسجد میں درسِ قرآن کی نشست منعقد ہوئی۔

جس میں موصوف نے درس دیا۔

اِس کے بعد کچھ عرصہ تک ڈاکٹر صاحب کی سکھّر آمد و رفت معطّل رہی۔ نومبر ۱۹۷۵ء سے تقریباً ہر مہینہ ڈاکٹر صاحب سکھّر تشریف لے جاتے رہے۔

۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء کو ڈاکٹر صاحب نے رفیق ہال سکھّر میں "دنیائے اسلام کی مشکلات کا حل" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ۲۸ نومبر کو بعد نمازِ فجر مکّی مسجد میں درسِ قرآن دیا۔ اسی مسجد میں جمعہ کا خطبہ بھی دیا۔ جس میں جمعہ کی اہمیّت بیان فرمائی۔ ۲۸ نومبر کی شام ہی کو جامع مسجد بندر روڈ میں درسِ قرآن کی ایک نشست ہوئی۔

فروری ۱۹۷۶ء میں سُورۂ تغابُن تین نشستوں میں بیان ہوئی۔ پھر مارچ ۱۹۷۶ء میں سُورۂ صف اور منافقون تین دن مسلسل زیرِ درس رہیں۔ سامعین دُور دراز سے بڑے شوق اور لگن سے آتے رہے۔ اپریل ۱۹۷۶ء میں آمد کے موقع پر سُورۂ جمعہ کی کچھ آیات کی تفصیل بیان ہوئی!!

روٹری کلب میں جو زندگی کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کا کلب ہے اور پوری دنیا میں جس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں، ڈاکٹر صاحب کی تقاریر کا سلسلہ اپریل ۱۹۷۶ء سے شروع کیا گیا۔ پہلی نشست شہر کے سب سے بڑے ہوٹل "ہوٹل پاک ان" میں منعقد ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۂ والعصر کی توضیح فرمائی۔ تقریر ختم ہونے پر "راہِ نجات" نامی پمفلٹ سامعین میں مفت تقسیم کیا گیا۔ کلب کے ارکان ڈاکٹر صاحب کی تقریر اور ان کے طرزِ استدلال اور خوبیٔ بیان سے ازحد متأثّر تھے۔ ایک ممبر نے تقریر کے بعد برملا اعتراف کیا کہ ہم قرآن مجید کو اس سے پہلے اس طرح کی کتاب نہیں سمجھتے تھے۔

مئی ۱۹۷۶ء میں جب ڈاکٹر صاحب سکھّر تشریف لائے تو روٹری کلب والوں نے اپنا پروگرام روہڑی سیمنٹ فیکٹری میں رکھا۔ یہاں موصوف نے "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں" وضاحت سے بیان فرمائیں۔ روہڑی سیمنٹ فیکٹری والوں نے ایک بس اہلِ سکھّر کے لیے بھیج دی تھی۔ اہلِ شوق زیادہ اور جگہ کم، بس میں بہت سے لوگ کھڑے ہو کر گئے۔ کچھ لوگوں نے دوسری سواریوں کا بندوبست کیا اور ایک اچھّی خاصی تعداد سواری نہ ملنے کی وجہ سے واپس ہوگئی۔ ۵ اور ۶ مئی کو میونسپلٹی کی مسجد میں سُورۃ الحدید کا درس دیا اور ۷ مئی کو مکّی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا۔

۱۷ جون کو ڈاکٹر صاحب کی سکھر تشریف آوری ہوئی تو موصوف نے ۱۷ اور ۱۸ جون دو روز مسجد میونسپل کمیٹی میں سورۂ حدید کا درس جاری رکھا۔ ۱۸ جون ہی کو بیراج کالونی کی جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔

کراچی سے لاہور واپسی میں ۴ نومبر ۱۹۷۶ء کو ڈاکٹر صاحب سکھر پہنچے۔ موصوف نے اسی روز بعد عشاء مسجد میونسپل کمیٹی میں سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کا درس دیا۔ دوسرے دن ۵ نومبر کو گول جامع مسجد بیراج کالونی میں خطبۂ جمعہ سے قبل "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر ایک نئے اسلوب سے خطاب فرمایا۔ اسی دن بعد نمازِ مغرب مکی مسجد میں سورۂ بنی اسرائیل کے آخری رکوع کا درس دیا۔

دسمبر ۱۹۷۶ء میں کراچی جاتے ہوئے ۲۱ اور ۲۲ دسمبر دو دن کے لیے ڈاکٹر صاحب نے سکھر میں قیام فرمایا۔ ۲۱ دسمبر کو مکی مسجد میں موصوف نے سورۂ کہف کے آخری رکوع کا درس دیا اور ۲۲ دسمبر کو ریلوے انسٹی ٹیوٹ میں "اسلام میں نیکی کا تصوّر" کے موضوع پر تقریر ارشاد فرمائی۔

سکھر میں انجمن کو نہایت مخلص اور پرجوش کارکن مل گئے ہیں جو دعوت رجوع الی القرآن کو نہایت تن دہی سے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کے موقع پر اجتماعی نظم قائم کرنے پر تبادلۂ خیال ہوا۔

اٹھارہ افراد نے عملی تعاون کی پیش کش کی اور وہاں پر بحمداللہ "انجمن خدام القرآن سکھر" کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد پڑ گئی، جس نے مرکزی انجمن خدام القرآن کی ذیلی انجمن کے طور پر کام شروع کر دیا ہے۔

راولپنڈی، اسلام آباد

راولپنڈی، اسلام آباد، واہ اور تربیلا میں یوں تو ڈاکٹر صاحب گاہے گاہے درسِ قرآن اور خطابات کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔ لیکن دارالحکومت میں کام کا باقاعدہ آغاز اگست ۱۹۷۶ء میں ہوا جب کہ وہاں پر راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان مری روڈ پر ایک آٹھ روزہ اقامتی قرآنی تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں ملک کے گوشہ گوشہ سے شریک ہونے والے حضرات کے علاوہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے باسیوں کی ایک اچھی، بڑی تعداد نے بھی شرکت کی اور یوں دارالحکومت میں دعوتِ قرآنی کے کام کے لیے ہماری یہ تربیت گاہ ایک سنگِ میل

ثابت ہوئی۔

قرآنی تربیت گاہ کے مستقل پروگرام کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے ۶ راگست کو جامع مسجد لال کرتی بازار میں خطبۂ جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔ ۷ راگست کو جامع مسجد اہلِ حدیث موہن پورہ (کشمیر روڈ) میں درسِ قرآن دیا، جس میں سورۂ جمعہ زیرِ مطالعہ رہی۔ ۸ راگست کو ٹی اینڈ ٹی کالونی اسلام آباد کی مسجد میں سورۂ فتح کے آخری رکوع کا درس دیا اور ۱۳ راگست کو جامع مسجد اہلِ حدیث کشمیر روڈ میں خطبۂ جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔

ڈاکٹر صاحب کی دعوتِ قرآنی سے متأثر ہو کر وہاں چند باہمت حضرات نے اپنے آپ کو تعاون کے لیے پیش فرمایا۔ جن کی پہلی نشست ۱۴ راگست کو منعقد ہوئی، جس میں باہمی تعارف اور تبادلۂ خیال کے بعد ڈاکٹر صاحب نے انجمن کا تعارف کرایا اور اس کام کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی جس کے کرنے کی اللہ کی توفیق سے اُن کو سعادت نصیب ہوئی ہے۔ شیخ جمیل الرحمٰن صاحب نے اختصار سے اُن کوائف کو بیان کیا جن کے نتیجہ میں کراچی اور سکھر میں انجمن کی شاخوں کا قیام عمل میں آیا تھا۔ چنانچہ مقامی حضرات نے اسی نہج پر راولپنڈی میں انجمن کی شاخ کے قیام کی تجویز سے کامل اتفاق کیا۔ دوسرے دن شام کو ان حضرات کی دوبارہ نشست ہوئی جنھوں نے دعوتِ قرآنی میں عملی تعاون کے عزم کا گذشتہ روز اظہار کیا تھا۔ اس مشاورت میں "انجمن خدام القرآن راولپنڈی" کے قیام کا باقاعدہ فیصلہ کر لیا گیا۔

ستمبر میں رمضان المبارک کی وجہ سے اور اس کے بعد عمرہ کیلئے حجازِ مقدس تشریف لے جانے کی وجہ سے یہاں ڈاکٹر صاحب کا کوئی پروگرام نہ ہو سکا۔ البتہ کئی مقامات پر حلقہ وار اجتماعات منعقد ہوتے رہے جن میں ڈاکٹر صاحب کے دروسِ قرآن اور خطابات بذریعہ ٹیپ سنائے گئے۔

۱۷ راکتوبر کو ایک رفیق کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب راولپنڈی پہنچے۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب جامع مسجد اہلِ حدیث اسلام آباد میں "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر تقریر ارشاد فرمائی ۱۸ راکتوبر کو بعد نمازِ فجر جامع مسجد اہلِ حدیث کشمیری بازار میں سورۂ تغابن کے پہلے رکوع کا درس اور بعد مغرب عرشی مسجد (سٹلائٹ ٹاؤن) میں سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کا درس دیا۔

۱۹ راکتوبر کو بعد نمازِ فجر جامع مسجد اہلِ حدیث میں سورۂ تغابن کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ ظہر تا عصر اسلام آباد میں خواتین کے اجتماع میں سورۂ تحریم کا درس دیا۔ اس درس میں اعلیٰ سوسائٹی کی تعلیم یافتہ خواتین نے اچھی خاصی تعداد میں شرکت کی اور بعد نمازِ عشاء جامع مسجد صدر

میں سورۂ حج کے آخری رکوع کا درس دیا۔

۲۰ر اکتوبر کو ڈاکٹر صاحب نے محمدی مسجد میں درسِ قرآن دیا، جہاں سورۂ حٰم سجدہ کی کچھ آیات زیرِ مطالعہ رہیں۔

۱۸ر اکتوبر کو راولپنڈی کی انجمن خدام القرآن کا تاسیسی اجتماع منعقد ہوا، جس کو ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ اجتماع میں قواعد و ضوابط منظور کئے گئے اور عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ یہاں کی شاخ نے ۱۲ر تا ۱۴ر دسمبر ۷۶ء تک کے لیے ڈاکٹر صاحب کے خطاب و دروس قرآن کا پروگرام مرتب کیا تھا۔ چنانچہ ۱۲ر دسمبر کو راولپنڈی پہنچ کر ڈاکٹر صاحب نے مسجد اہلِ حدیث اسلام آباد میں سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی ابتدائی دو آیات کا درس دیا۔

۱۳ر دسمبر کو صبح گورنمنٹ کالج سٹلائٹ ٹاؤن میں طلباء یونین کے اجتماع سے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اُسی دن بعد نمازِ مغرب ڈاکٹر صاحب نے صادق آباد (سٹلائٹ ٹاؤن) کی مسجد میں سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کا درس مکمل کیا اسی شب کو رات کے کھانے پر ڈاکٹر صاحب کی محترم سفیر لیبیا سے ملاقات کا انتظام مرکزی انجمن کے ایک دیرینہ ہمدرد کی جانب سے کرایا گیا۔ اس ملاقات میں لاہور میں جو پاک لیبیا اسلامک سنٹر قائم ہو رہا ہے، اُس کے بارے میں تبادلۂ خیال ہوا۔ نیز ڈاکٹر صاحب نے سفیرِ محترم کو مرکزی انجمن کے مقاصد سے متعارف کرایا۔

۱۴ر دسمبر کو ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی بار رُوم میں "پاکستان - اسلام اور قرآن" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جلسے کی صدارت بار کے ایک سینئر رُکن جناب ریاض احمد پیرزادہ نے کی اسی شام کو بعد نمازِ مغرب کشمیر روڈ صدر میں مسجد قاری سعید الرحمٰن میں ڈاکٹر صاحب نے سورۂ آلِ عمران کے آخری رکوع کی پانچ آیات کا درس دیا۔

دیگر شہروں میں دعوتی کام

لاہور سے باہر کراچی، سکھر اور راولپنڈی کے علاوہ سندھ اور پنجاب کے دوسرے بہت سے شہروں اور قصبات میں دعوتِ قرآنی کو عام کرنے کی کوشش کی گئی۔ جن میں حیدرآباد، میرپور خاص، جیکب آباد، رحیم یار خاں، صادق آباد، ملتان، ساہیوال، سرگودھا، جوہر آباد، گوجرانوالہ، ڈسکہ، گجرات، جہلم، واہ کینٹ، تربیلا اور حنیوٹ شامل ہیں۔ دعوت رجوع الی القرآن کا یہ کام الحمدللہ اتنے بڑے وسیع حلقہ میں کیا گیا ہے کہ اس کا مکمل ریکارڈ نہیں رکھا جا سکا۔

یادداشت اور 'میثاق' کی تحریروں سے جو کچھ مرتب کیا جا سکا ہے اُس کی اجمالی رُوداد درجِ ذیل کی جارہی ہے۔

فروری ۱۹۷۲ء میں رحیم یار خاں میں ایک اجتماع ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے تحریک رُجوع اِلیٰ القرآن کے سلسلہ میں ابتدائی اور تعارفی باتیں کیں۔ مارچ میں ڈاکٹر صاحب دوبارہ رحیم یار خاں تشریف لائے، موتی مسجد میں درسِ قرآن دیا، جس میں سُورۂ والعصر کے بیان سے منتخب نصاب کا آغاز کر دیا گیا۔ دوسرا درس اگلے روز یعنی ۸ مارچ کو بستی امانت علی کے ایک مدرسہ میں منتخب نصاب کے سبق نمبر ۲ یعنی آیتِ برّ کا دیا گیا۔ اسی دوپہر کو رحیم یار خاں بار ایسوسی ایشن سے ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا اور اپنی دعوت مقامی وکلاء حضرات کے سامنے پیش فرمائی۔

مارچ ۱۹۷۲ء ہی میں ڈاکٹر صاحب ساہیوال تشریف لے گئے۔ ایک روز کے مختصر قیام میں دو بڑے کام ہو گئے۔ ایک تو ایک دینی مدرسہ میں درسِ قرآن کی نشست ہو گئی اور دوسرے مقامی گورنمنٹ کالج میں ڈاکٹر صاحب کے بعض پُرانے رُفقاء نے درسِ قرآن کا بندوبست کرایا۔ چنانچہ طلباء اور اساتذہ کرام پر مشتمل اور پرنسپل صاحب کی زیرِ صدارت اِس اجتماع میں "اسلام میں نیکی کا تصوّر" کے عنوان سے درسِ قرآن دیا گیا۔

اپریل ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر صاحب اپنے بیرونی دَورہ میں رحیم یار خاں پہنچے، جہاں موتی مسجد میں ایک درس ۴ اپریل کی شام کو اور دوسرا ۵ اپریل کی صبح کو ہوا جن میں ڈاکٹر صاحب نے سُورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کے مضامین خصوصاً شرک کی اہمیّت اور اُس کے اقسام تفصیل سے بیان کیے۔

۵ اپریل کی شام ڈاکٹر صاحب صادق آباد تشریف لے گئے جہاں پر سُورۂ حجرات کی آیات ۱۴، ۱۵ کے ذیل میں ایمان اور اسلام کا فرق اور حقیقی مومن کی تعریف پر مشتمل تقریر کی گئی۔

ماہ اپریل ہی کے دوران تین مزید مقامات پر ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے۔ ۲۵ اپریل کو گورنمنٹ کالج سرگودھا میں کمشنر سرگودھا کی زیرِ صدارت سیرت النبیؐ کے ایک جلسہ سے خطاب کیا۔ اسی شام کو منڈی بھلوال میں ایک خطاب کیا گیا اور اگلے روز صبح شہر کی جامع مسجد میں سورۂ والعصر کے مضامین پر مشتمل درس دیا گیا۔ ۲۶ اپریل کی رات کو ایک تقریر "ایمان کی حقیقت" کے موضوع سے جامع مسجد جوہر آباد میں کی گئی جس میں اہلِ شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مئی ۱۹۷۲ء کے ماہانہ دورہ میں ملتان کو بھی شامل کر لیا گیا، جہاں ۳ مئی کو ملّت ہائی اسکول کے لان میں ڈاکٹر صاحب کا درسِ قرآن ہوا۔ ۴ مئی کو صادق آباد میں حسبِ معمول اجمل باغ ہائی اسکول میں درسِ قرآن کی نشست منعقد ہوئی۔

مئی ۱۹۷۲ء کے دورہ میں حسبِ معمول ڈاکٹر صاحب رحیم یار خاں بھی تشریف لے گئے، جہاں موصوف نے ایک درس مونی مسجد میں دیا اور دوسرا اگلے روز بستی امانت علی کی بڑی مسجد میں۔

مئی کے مہینہ ہی میں ایک سفر ڈاکٹر صاحب نے گوجرانوالہ کا کیا، جہاں سٹلائٹ ٹاؤن کی مسجد میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب فرمایا اور سُورۂ جمعہ کے مضامین کی تشریح کے ذیل میں دعوت رُجوع الی القرآن پیش کی۔

۱۹۷۲ء کی دوسری ششماہی اور ۱۹۷۳ء کے اوائل میں ڈاکٹر صاحب نے پنجاب کے بعض علاقوں پر خصوصی توجہ دی۔ جہاں یُوں کہنا چاہیئے کہ اِس دعوتِ تعلیم و تعلّم قرآن کی ابتدائی تخم ریزی کی سعی کی گئی۔ مثلاً دو بار گوجرانوالہ کی ایک جامع مسجد میں خطابِ جمعہ کے دَوران یہ دعوت پیش کی گئی، دو ہی بار ڈسکہ میں ایک مسجد میں خطاب کیا گیا، ایک بار گجرات کے ایک بڑے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں اور ایک بار گورنمنٹ ڈگری کالج جہلم میں طلباء سے تعلیم و تعلّمِ قرآن کی اہمیّت کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔

جون ۱۹۷۴ء میں کراچی آتے ہوئے ڈاکٹر صاحب ایک روز کے لیے حیدر آباد میں ٹھہرے ۱۲ جون کو مسجد دار السّلام میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد مغرب جامع مسجد آزاد میدان میں درسِ قرآن دیا۔ مسجد دار السّلام اہلِ حدیث حضرات کی ہے جب مسجد آزاد میدان حنفی مکتبِ فکر کے لوگوں کی۔ حیدر آباد میں ایک رفیق ہماری دعوت سے بہت دلچسپی لے رہے تھے اور گذشتہ ایک سال سے کراچی سے ڈاکٹر صاحب کے درسِ قرآن اور خطابات کے ٹیپ لاکر مسجد دار السّلام میں سُنا رہے تھے۔

۵ ستمبر کو حیدر آباد کے بسنت ہال میں ڈاکٹر صاحب کے خطاب کا پروگرام بنایا گیا، جس کا باقاعدہ اجازت نامہ ڈپٹی کمشنر سے بہ دقّتِ تمام حاصل کیا گیا، کیونکہ اُس زمانہ میں قادیانیوں کو اقلیّت قرار دیئے جانے کے سلسلہ میں ملک گیر مہم زوروں پر تھی۔ ۵ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب مع کراچی کے رفقاء کے حیدر آباد پہنچے لیکن جلسہ شروع ہونے سے چند گھنٹے قبل مقامی انتظامیہ کی

طرف سے جلسہ کے انعقاد کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا۔

۱۰ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب رفقاء کی معیّت میں میرپور خاص تشریف لے گئے جہاں جامع مسجد ریلوے اسٹیشن میں اہالیانِ شہر کو خطاب فرمایا جن میں دینی و سیاسی جماعتوں کے بہت سے کارکن ہی نہیں بلکہ بعض معروف رہنما تک موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب اس سے قبل بھی ایک بار میرپور خاص اور جمیس آباد میں درسِ قرآن دے چکے تھے۔ اس لیے اہالیانِ میرپور خاص موصوف سے پہلے سے واقف تھے۔

مارچ ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹر صاحب ایک رفیق کی شادی میں شرکت کے لیے صادق آباد تشریف لے گئے۔ مسجد لغاری کالونی میں خطبۂ نکاح سے قبل موصوف نے تقریر ارشاد فرمائی۔

نومبر ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹر صاحب کی جہلم میں تشریف آوری ہوئی۔ ۲۲ نومبر کو ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن جہلم اور ۲۳ نومبر کو بالترتیب انٹر کالج اور ڈگری کالج کو خطاب فرمایا تینوں تقاریر کا مرکزی موضوع "ہمارے دینی و قومی اور ملّی فرائض اور ان کا قرآن مجید سے تعلّق" تھا۔ ۲۳ نومبر کو بعد نمازِ فجر مسجدِ افغاناں برلب دریائے جہلم ڈاکٹر صاحب نے سورۂ والعصر کا درس دیا۔

تربیت گاہیں

کسی بھی اصولی و نظریاتی تحریک کے کارکنوں کے لئے تربیت گاہوں (TRAINING CAMPS) کا انعقاد نہایت ضروری ہوتا ہے ان میں جہاں ایک طرف کارکنوں کے قلوب و اذہان میں اُس تحریک کے اصول و نظریات کو راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہاں دوسری طرف مخالف تحریکوں کی یلغار سے بچنے کے لئے خود اُن تحریکوں کے اصول و نظریات سے واقف کرایا جاتا ہے۔ اِن تربیت گاہوں کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو نہ صرف اُن نظریات کا عملی نمونہ بناتی ہیں تاکہ وہ اُس تحریک کے چلتے پھرتے پیکر نظر آئیں بلکہ وہ اُس کا پرچارک اور علمبردار بھی بناتی ہیں ——— یہ کام دنیا کی دوسری نظریاتی تحریکوں کے لئے ضروری ہو یا نہ ہو، اسلام کے لئے کام کرنے والی تحریک کیلئے

تو انتہائی ضروری (Must) ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے قرآن حکیم کا جو ایک منتخب نصاب مرتب کیا ہے اُس کی بنیاد ہی دراصل سورۃ والعصر ہے جس میں عذابِ اُخروی سے نجات کے لئے کم از کم لوازم بیان کئے گئے ہیں یعنی ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دِل کے پورے یقین کے ساتھ ایمان لائے اُن تمام چیزوں پر جن پر ایمان لانے کا اسلام تقاضہ کرتا ہے، اپنی زندگی میں اس کے مطابق تبدیلی لائے یعنی عملِ صالح کا پیکر بن جائے، حق کی تبلیغ کرے، پرچار کرے اُس کا علمبردار ہو اور اُس کو ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے کی جدّوجہد کرے اور اِس جدّوجہد میں صبر و مصابرت سے کام لے۔ کہیں پیٹھ نہ دکھائے، کوئی (PERSECUTION) اور کوئی (TEMPTATATION) اُس کے قدم راہِ اعتدال سے نہ ہٹا سکیں اور یہ کہ نہ مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر شارٹ کٹ (Short cut) اختیار کرے۔ اور نہ ہی نیک مقصد کے لئے غلط طریقۂ کار کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر رہ جائے۔

انجمن اپنے کارکنوں کی تربیت سے غافل نہیں رہی ہے۔ یوں تو ہر درسِ قرآن اور درسِ حدیث یا کسی دینی موضوع پر تقریر کی مجلس خود ایک تربیت گاہ ہے۔ لیکن لیکن ایسی تربیت گاہیں جو اقامتی ہوں، جو یا تو کسی ایک شہر کی بنیاد پر یا پھر پورے ملک کی بنیاد پر منعقد کی گئی ہوں، انجمن کے پروگرام میں شامل رہی ہیں۔ عرصۂ زیرِ رپورٹ میں جو تربیت گاہیں منعقد کی گئی ہیں اُن کی مختصر رُوداد درج ذیل ہے۔

• لاھور۔ (اگست ۷۲ء)

انجمن خدّام القرآن کے تحت یہ پہلی دس روزہ قرآنی تربیت گاہ ۱۳ ر تا ۲۲ ر اگست مسجدِ خضراء (سمن آباد) میں منعقد ہوئی۔ اس تربیت گاہ کا انتظام نہایت عجلت میں کیا گیا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ جولائی میں کراچی میں تربیت گاہ منعقد کرنے کا پروگرام تھا لیکن اس ماہ میں کراچی ہی نہیں پورا صوبہ سندھ لسانی فسادات کی لپیٹ میں آگیا اس لئے وہاں اس کا انعقاد ممکن نہ رہا ۔۔۔۔۔ وقت کی کمی اور مناسب طور پر بروقت لوگوں کو اطلاع نہ ملنے کے باوجود یہ تربیت گاہ ہر اعتبار سے نہایت کامیاب رہی۔ لاہور اور بیرونِ لاہور سے کم و بیش چالیس پینتالیس شرکاء تو مستقلاً تربیت گاہ ہی میں مقیم رہے اور ان میں اکثریت بحمد للہ نوجوان طلباء کی تھی۔ ان کے علاوہ بعد نماز

فجر، بعد نماز عصر اور بعد نماز مغرب جو کھلی مجالس ہوتی رہیں اُن میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے رہے، یہ حاضری پانچ صد سے بھی تجاوز کر گئی۔ اس تربیت گاہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے مطالعۂ قرآن حکیم کا مرتب کردہ نصاب تقریباً پورا پڑھا دیا۔ مولانا عبد الغفار حسن صاحب نے "حجیت حدیث اور اہمیت سُنت" کے موضوع پر تین نہایت جامع اور مدلل تقریریں کیں اور بعد ازاں منتخب احادیث کا درس دیا۔ اس کے علاوہ قاری عبد الرحمٰن صاحب تونسوی نے تجوید و قرآت کے بنیادی قواعد کی تعلیم دی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دو نہایت موثر اور مفید خطاب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے ہو گئے۔

● کراچی (دسمبر ۷۲ء)

دسمبر کے آخری عشرہ میں رباط العلوم اسلامیہ کے ہال میں ایک دس روزہ قرآنی تربیت گاہ کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے منتخب قرآنی نصاب تسلسل کے ساتھ پیش فرمایا حاضری توقع سے کہیں زیادہ رہی۔ مولانا بدیع الزماں صاحب (پیر جھنڈا) نے اس تربیت گاہ میں درسِ حدیث دیا۔

● کراچی (دسمبر ۷۳ء)

۲۲ تا ۳۰ر دسمبر ۷۳ء جمعیت الفلاح ہال کراچی میں ایک آٹھ روزہ قرآنی تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ جس میں حسب سابق تین درس روزانہ ہوئے۔ ایک صبح نماز فجر کے بعد جس میں اربعین نوویؒ کی ابتدائی احادیث کا درس دیا گیا، دوسرا بعد نماز عصر جس میں آخری پارے میں سے سلسلہ وار سورۃ بلد سے سورۃ والتین تک چھ سورتوں کا درس ہوا اور تیسرا بعد نماز مغرب جو طویل ترین ہوتا تھا اور جس میں بحمد للہ پوری سورۃ ہود کے علاوہ سورۃ یونس کے بھی دو رکوع مشتمل بر "انباء الرسل" بیان کئے گئے۔ صبح کے درس حدیث میں تو حاضری کم ہی رہتی تھی لیکن شام کے دروس میں حاضری تقریباً تین صد تک رہی اور شرکاء نے حد درجہ ذوق و شوق کا اظہار کیا۔

● کراچی (اپریل ۷۴ء)

یہ اقامتی تربیت گاہ شہر کے مضافات میں قریشی کنسٹرکشن کمپنی کی عمارات واقع کورنگی میں یکم تا ۷ر اپریل منعقد ہوئی۔ اس میں کراچی کے رفقاء کے علاوہ لاہور اور حیدر آباد سے بھی کچھ احباب نے شرکت فرمائی۔ عصر تا عشاء درسِ قرآن اور فجر کی نماز کے بعد درس حدیث ہوتا تھا۔

درسِ قرآن میں سورہ علق، سورہ قلم اور سورۃ مزّمل شامل تھیں۔ دن میں ڈاکٹر صاحب کے خطابات اور لٹریچر کا مطالعہ ہوتا تھا۔ خطابات کے موضوع "حقیقت شرک" اور "حقیقت ایمان" تھے ڈاکٹر صاحب نے "اسلام کی نشاۃ ثانیہ، کرنے کا اصل کام" کا اجتماعی مطالعہ بھی کرایا۔

• لاہور (جولائی ۱۹۷۰ء)

ماہنامہ "میثاق" جون کے شمارہ میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام یکم تا ۳۱ جولائی، دینی تعلیم و تربیت کے ایک ماہی پروگرام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ دینی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے ایک سنہری موقع اور خصوصاً اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ کے لئے تعطیلات گرما کا بہترین مصرف تھا۔ اس تربیت گاہ کا روزانہ کا پروگرام اس طرح ترتیب دیا گیا تھا: بعد نماز مغرب درس قرآن حکیم از ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جس میں موصوف نے مطالعۂ قرآن حکیم کا سلسلہ وار درس دیا۔ بعد نماز فجر درس حدیث جس میں مشکوٰۃ شریف کے دو اجزاء یعنی کتاب الایمان اور کتاب العلم کا مطالعہ ہوتا تھا اور بعد نماز عصر، قواعد لغت عربی کا ایک سبق اور صبح ۸ تا ۱۲ بجے باقاعدہ کلاسوں کی صورت میں مطالعہ کتب، مذاکرہ، مشق تقریر و خطابت اور تصحیح قرأت و تجوید۔

اتوار ۳۰ جون کی صبح کو مسجد شہداء میں تربیت گاہ کی تمہید کے طور پر ایک مفصل تقریر "پاکستان اسلام اور قرآن" کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب نے کی اور اسی شام کو تربیت گاہ کی افتتاحی تقریب سے مولانا عبید اللہ انور خلف الرشید مولانا احمد علی لاہوری نے خطاب فرمایا۔

اعلان کے مطابق تربیت گاہ کو پورے ایک ماہ جاری رہنا تھا لیکن موسم کی خرابی، بجلی کی رو کا بار بار منقطع ہو جانا اور بعض دیگر وجوہات اور اصلاً اس وجہ سے کہ ڈاکٹر صاحب کی صحت پہلے عشرہ کے بعد ہی جواب دے گئی پروگرام کو مختصر کرنا پڑا اور بجائے ایک ماہ کے تین ہفتوں پر قناعت کرنی پڑی تاہم ڈاکٹر صاحب نے جیسے بھی بن پڑا اپنے آپ پر شدید سختی جھیل کر حسب اعلان مطالعۂ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا درس بھی مکمل کر لیا اور اس کے اختتام پر اتوار ۲۱ جولائی کی شام کو ایک تقریر میں شرکاء و سامعین کے سامنے واضح الفاظ میں یہ سوال بھی رکھ دیا کہ دین کے جو تقاضے

اور مطالبے قرآن حکیم کے ان مقامات کی روشنی میں واضح ہوئے ہیں کون ہے جو ان کی ادائیگی کے لئے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو؟

اس تربیت گاہ میں ملک کے مختلف شہروں سے احباب خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔

و کوئٹہ (جولائی ۷۵ء)

اسلامیہ ہائی اسکول کوئٹہ کی عمارت میں ۲۳ تا ۳۰ جولائی یہ تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ جس میں کراچی، لاہور اور دیگر مقامات سے شرکاء کے علاوہ کوئٹہ کے شہریوں کی بھی اچھی خاص تعداد شریک رہی۔ بعد نمازِ فجر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب درسِ قرآن دیتے تھے۔ موصوف نے سورۃ حجرات کی آیات ۱۴، ۱۵، سورہ حج کی آخری دو آیات اور پوری سورۃ صف اور مکمل سورۃ جمعہ کا درس دیا۔ درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ عصر مولانا عبدالغفار حسن صاحب دیتے تھے موصوف نے مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم کی پہلی دونوں فصلوں کا درس دیا۔ دن میں ڈاکٹر صاحب لٹریچر کا مطالعہ کراتے تھے۔ آخری روز زیارت کا ایک روزہ پکنک کا پروگرام بنا جو دراصل ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ صاحب کے پُرزور اور محبت آمیز اصرار کا نتیجہ تھا۔

و کراچی (دسمبر ۷۵ء)

شہر کے مرکزی علاقہ میں مدینہ مسجد میں ۲۲ تا ۳۰ دسمبر یہ آٹھ روزہ تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ لاہور سے بھی چند رفقاء شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس تربیت گاہ میں سورۃ توبہ کا مکمل درس دیا جسے لوگ نہایت ذوق وشوق سے سننے کیلئے پابندی سے شریک ہوتے رہے۔ اسی تربیت گاہ میں حیدرآباد (سندھ) کے معروف عالمِ دین اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ حیدرآباد کے ناظم و مہتمم مولانا سید وصی مظہر صاحب ندوی نے چھ روز تک عصر تا مغرب درس حدیث دیا۔

و راولپنڈی (اگست ۷۶ء)

ایک آٹھ روزہ تربیت گاہ (۸ اگست تا ۱۵ اگست) راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان مری روڈ پر واقع انجمن فیض الاسلام کے یتیم خانہ کی عمارت میں منعقد کی گئی جو دارالشفقت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تربیت گاہ توقع سے کہیں زیادہ کامیاب رہی۔ اس کے انعقاد میں خالص خدائی تائید و نصرت کارفرما اور اُس کا خصوصی فضل

شامل حال رہا ورنہ ظاہری اسباب انتہائی نامساعد تھے۔ ملک بھر میں بارشوں کا زبردست طوفان بپا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے ریل اور سڑک کے اکثر راستے مسدود ہو گئے تھے اور جو کھلے ہوئے تھے وہ انتہائی مخدوش تھے۔ اس کے باوجود بھی راولپنڈی اور اسلام آباد کے سینکڑوں باسیوں کے علاوہ لاہور سے ۳۲، کراچی سے ۱۴، اور سکھر شیخوپورہ سرگودھا، گوجرانوالہ، ہری پور ہزارہ اور آزاد کشمیر سے متعدد احباب شریک ہوئے۔ مقامی خواتین کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد پابندی سے شرکت کرتی رہی جن کے لئے پردہ کا معقول انتظام تھا۔ عصر تا مغرب اور مغرب تا عشاء دو عمومی نشستوں میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ایک طرف اپنے مرتب کردہ قرآنی نصاب کے مطابق درسِ قرآن دیا تو دوسری جانب "حقیقت و اقسام شرک" "حقیقت ایمان" اور "حقیقت نفاق" کے موضوعات پر بصیرت افروز تقاریر کیں۔ صبح کی خصوصی نشستوں میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور جناب محمد منیر صاحب نے درسِ حدیث دیا اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، شیخ جمیل الرحمٰن صاحب اور مختار حسین صاحب فاروقی نے لٹریچر کا مطالعہ کرایا۔ قیام اللیل کا بھی اجتماعی اہتمام کیا گیا جس میں آٹھ راتوں میں قاری عبدالقادر صاحب نے پورا قرآن کریم ختم کرایا۔ راولپنڈی کی اس تربیت گاہ سے جہاں شرکاء کے دینی ذوق کو جلا ملی وہاں ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ دارالحکومت میں دعوتِ قرآنی کا ایک حلقہ وجود میں آگیا۔

فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کے بارے میں کہ:

"إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ"

"یقیناً اللہ تعالیٰ اسی کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے بہت سی قوموں کو بام عروج پر پہنچائے گا اور بہت سی قوموں کو اسی کتاب (کے انکار یا ترک کرنے) کے باعث ذلیل و رسوا کر دے گا۔

(رواہ مسلم عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ)

سالانہ قرآن کانفرنسیں

۱۹۷۳ء سے انجمن نے لاہور کے مرکزی مقام ٹاؤن ہال میں سالانہ قرآن کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جو نہ صرف دعوت رجوع الی القرآن کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہوئیں بلکہ لاہور کی سماجی و ثقافتی زندگی کا ایک مستقل نشان بن گئیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اِنْ شاء اللہ یہ کانفرنسیں ملک بھر کی جملہ دینی سرگرمیوں کے لیے ایک جامع عنوان کی حیثیت اختیار کر لیں گی۔ حاضرین کی تعداد، شرکاء کے ذوق و شوق، اجتماعات کے نظم و ضبط اور مقالوں اور تقریروں کے معیار کے علاوہ حاضرین کے جوش و خروش، کارکنوں کی مستعدی اور حسنِ انتظام یہاں تک کہ اجتماع گاہ کی تزئین و آرائش غرض ہر اعتبار سے انجمن کے زیر اہتمام منعقدہ قرآن کانفرنسیں، معیاری ہی نہیں مثالی قرار دی جا سکتی ہیں۔

ایک خوشگوار رجحان اور حیرت افزا بات لوگوں کو یہ محسوس ہوئی اور ہم اس پر اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اختلاف اور افتراق و انتشار کے اس زمانہ میں انجمن نے اپنی قرآن کانفرنسوں کے ذریعہ تقریباً تمام فرقوں اور مسلکوں کے اہل علم و فضل حضرات کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔

انجمن کے زیر اہتمام اب تک ٹاؤن ہال لاہور میں تین قرآن کانفرنسیں منعقد کی جا چکی ہیں۔

پہلی ــــــــ ۱۴ تا ۱۶ دسمبر ۷۳ء ــــــــ (پانچ اجلاس)

دوسری ــــــــ ۲۴ تا ۲۶ مارچ ۷۵ء ــــــــ (چھ اجلاس)

تیسری ــــــــ ۲۱ تا ۲۳ مارچ ۷۶ء ــــــــ (چھ اجلاس)

ان کانفرنسوں کی افادیت کا اندازہ ان موضوعات سے لگایا جا سکتا ہے جو ان کی مختلف نشستوں کے لئے متعین کئے جاتے رہے:۔

عظمت و اعجاز قرآن ؛ قرآن اور سنت رسول ؐ ؛ اقبال، پاکستان اور قرآن حکیم ؛ قرآن حکیم اور فکر جدید ؛ قرآن مجید اور بعثت رسول ؐ ؛ علوم القرآن اور اصول تفسیر ؛ قرآن حکیم

اور مسائل حاضرہ ۔

ملک کے جن ممتاز علمار کرام نامور مشائخ اور چوٹی کے دانشوروں نے قرآن کانفرنسوں کے اجلاس کی صدارت فرمائی، اُن کے اسمار گرامی یہ ہیں :

مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، مولانا امین احسن اصلاحی صاحب، مولانا شمس الحق افغانی صاحب، مولانا عبید اللہ انور صاحب، مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب، مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، مولانا سید وصی مظہر ندوی صاحب، پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب علامہ علاء الدین صدیقی صاحب، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب، ڈاکٹر سلیم فارانی صاحب اور ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا صاحب ۔

قرآن کانفرنسوں میں شرکت کرنے والے مقررین اور مقالہ نگاروں کی فہرست خاصی طویل ہے، جس میں سے کچھ حضرات کے اسمار گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۔

مولانا محمد اجمل صاحب مولانا حنیف ندوی صاحب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ، مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب، مولانا سید حامد میاں، مولانا الٰہی بخش صاحب مولانا ڈاکٹر محمد مظہر بقا صاحب، مولانا محمد طاسین صاحب، مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی مدیر "برہان" دہلی (جو بھارت سے عارضی طور پر پاکستان آئے ہوئے تھے)

شاہ بلیغ الدین صاحب، حافظ احمد یار صاحب، جناب خالد اسحٰق صاحب جناب خالد مسعود صاحب، مرزا محمد منور صاحب، پروفیسر مشکور حسین یاد صاحب سید نذیر نیازی صاحب، پروفیسر سید ابوبکر غزنوی صاحب مرحوم، ملک محمد اسلم صاحب چوہدری مظفر حسین صاحب، ڈاکٹر امان اللہ ملک صاحب، ڈاکٹر عبدالبصیر پال صاحب ڈاکٹر محمد عالمگیر خاں صاحب، ڈاکٹر ابوبکر صاحب، ڈاکٹر ابصار احمد صاحب، ڈاکٹر صادق حسین صاحب، اور صدر موسّس انجمن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ۔

چونکہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ایک غیر سیاسی ادارہ ہے اس لئے قرآن کانفرنسوں میں شرکت کے لئے عموماً اُن حضرات کو مدعو کیا گیا جن کا ملک کی عملی سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور اس طرح انجمن کے پلیٹ فارم کو سیاست بازی کی آلائشوں سے پاک رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ۔

چوتھی سالانہ قرآن کانفرنس ۲۵ رسے ۲۷ رمارچ ۱۹۷۷ء تک ٹاؤن ہال لاہور میں منعقد کرنے کا طے کر لیا گیا تھا اور اس سلسلہ میں تیاریاں زور وشور سے شروع کر دی گئی تھیں لیکن ملک کے غیر معمولی سیاسی حالات کی وجہ سے اُسے ملتوی کر دینا پڑا۔ توقع ہے کہ ان شاء اللہ حالات معمول پر آجانے کے بعد اس کا انعقاد کیا جائے گا۔

اس کانفرنس میں شرکت فرما کر مقالات یا خطابات پیش کرنے کے لئے جن علماء، زعماء اور دانشوروں کو دعوت نامے ارسال کئے گئے تھے (جن میں سے بیشتر کی منظوری حاصل کی جا چکی تھی) ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

کراچی سے: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری، مولانا عبد الحنان صاحب علوی، مولانا محمد طاسین صاحب، مولانا ماہر القادری صاحب، ڈاکٹر منظور احمد صاحب، شاہ بلیغ الدین صاحب اور ڈاکٹر مظہر بقا صاحب حیدرآباد سے مولانا وصی مظہر صاحب ندوی ڈاکٹر اے۔ بی۔ اے۔ ہالے پوتا صاحب اور پروفیسر ابصار عالم صاحب۔

لاہور سے: مولانا عبید اللہ انور صاحب، مولانا سید حامد میاں صاحب، مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی، مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، مولانا عبد الرحمٰن مدنی صاحب، مولانا نعیم صدیقی صاحب، مولانا محمد موسیٰ خان صاحب، پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب، مرزا محمد منور صاحب، پروفیسر محمد اسلم صاحب چوہدری نذیر احمد صاحب، جناب اسعد گیلانی صاحب، پروفیسر عبد الحمید صدیقی صاحب، ڈاکٹر ابصار احمد صاحب حافظ احمد یار صاحب، ڈاکٹر برہان احمد صاحب فاروقی، ڈاکٹر محمد سلیم صاحب فارانی، ڈاکٹر عبد الودود صاحب، ڈاکٹر امان اللہ ملک صاحب، چوہدری مظفر حسین صاحب، جناب محمد اسلم گورایہ صاحب، جناب جسٹس (ریٹائرڈ) بی۔ زیڈ۔ کیکاؤس صاحب، ڈاکٹر ظہور اظہر صاحب، جناب سید شبیر گیلانی صاحب۔ جناب سید امتیاز حسین صاحب اور علامہ سید شبیر حسین بخاری صاحب۔

دیگر مقامات سے: مولانا شمس الحق صاحب افغانی (سرحد) جناب پیر کرم شاہ صاحب (بھیرہ) جناب مولانا اللہ یار صاحب (چکڑالہ) جناب علامہ حافظ محمد صاحب گوندلوی (گوجرانوالہ) مولانا عبد اللہ صاحب (بہاولپور) جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب (کیمبل پور) اور جناب عبد الرحمٰن صاحب (راولپنڈی)

قرآن اکیڈمی

"اسلام کی نشاۃ ثانیہ، کرنے کا اصل کام" نامی کتابچے میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اُمتِ مسلمہ کے موجودہ زوال و انحطاط کے اصل سبب اور اس کے ازالہ کے ضمن میں اپنی تشخیص و تجویز پیش کرنے کے بعد "عملی اقدامات" کے عنوان کے تحت تحریر کیا ہے۔

"متذکرہ بالا علمی تحریک کے اجراء کے لئے فوری طور پر دو چیزیں لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ عمومی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو ایک طرف تو عوام کو تجدید ایمان اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دے اور جو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں ان کی ذہنی و فکری اور اخلاقی و عملی تربیت کا بندوبست کرے، اور ساتھ ہی اس علمی کام کی اہمیت ان لوگوں پر واضح کرے جو خلوص اور دردمندی کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آرزومند ہیں اور دوسری طرف ایسے ذہین نوجوان تلاش کرے جو پیشِ نظر علمی کام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں"

"دوسرے یہ کہ ایک قرآنی اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا جائے ——— جو ایک طرف علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا بندوبست کرے تاکہ قرآن کا نور عام ہو اور اس کی عظمت لوگوں پر آشکارا ہو اور دوسری طرف ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے جو بیک وقت علوم جدیدہ سے بھی بہرہ ور ہوں اور قرآن کے علم و حکمت سے بھی براہ راست آگاہ ہوں تاکہ متذکرہ بالا علمی کاموں کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا اہم ترین نتیجہ یہ نکلے گا کہ عام لوگوں کی توجہات قرآن حکیم کی طرف مرکوز ہوں گی، ذہنوں پر اس کی عظمت کا نقش قائم ہوگا، دلوں میں اس کی محبت جاگزیں ہوگی اور اس کی جانب

ایک عام التفات پیدا ہوگا۔ نتیجتہً بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان بھی اس سے متعارف ہوں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے ایک اچھی بھلی تعداد ایسے نوجوانوں کی نہ نکل آئے جو اس کی قدر و قیمت سے اس درجہ آگاہ ہوجائیں کہ پوری زندگی کو اس کے علم و حکمت کی تحصیل اور نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیں ــــــ ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اس اکیڈمی کا اصل کام ہوگا، اور اس کے لئے ضروری ہوگا کہ ان کو پختہ بنیادوں پر عربی کی تعلیم دی جائے۔ یہاں تک کہ ان میں زبان کا گہرا فہم اور اس کے ادب کا ستھرا ذوق پیدا ہوجائے۔ پھر انہیں پورا قرآنِ حکیم سبقاً سبقاً پڑھایا جائے، اور ساتھ ہی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی جائے ــــــ پھر ان میں سے جو لوگ فلسفہ و الہیات کا ذوق رکھنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ قرآن حکیم کی روشنی میں جدید فلسفیانہ رجحانات پر مدلل تنقید کریں۔ اور جدید علم الکلام کی بنیاد رکھیں اور جو عمرانیات کے مختلف شعبوں کا ذوق رکھنے والے ہوں گے ان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے اسلام کی رہنمائی و ہدایت کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کر سکیں۔"

انجمن کے باقاعدہ قیام سے پہلے ایک صاحبِ خیر نے چھ کنال پر مشتمل ایک قطعۂ زمین واقع بلاک "ی" ، ماڈل ٹاؤن لاہور "قرآن اکیڈمی" کے لئے پیش کر دیا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب کا ابتداء ہی سے خیال تھا کہ مجوزہ قرآن اکیڈمی پنجاب یونیورسٹی کے نئے کیمپس کے گرد و نواح میں ہونی چاہیئے تاکہ نوجوان نسل کے ساتھ ایک قریبی رابطہ رکھا جاسکے چنانچہ کافی وقت اس تگ و دو میں صرف ہوگیا کہ کوئی قطعۂ زمین کیمپس سے بالکل ملحق مل جائے اور جب اس میں ناکامی ہوئی تو بالآخر ماڈل ٹاؤن ہی کے بلاک "کے" میں پلاٹ ۳۶ تقریباً ایک لاکھ روپئے میں خرید لیا گیا جو یونیورسٹی کے ہاسٹلوں کے پچھواڑے سے صرف نصف میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد کچھ مزید وقت موہوبہ قطعۂ زمین کے انجمن کے نام باقاعدہ انتقال اور پھر اس کی فروخت میں صرف ہوگیا جس سے

انجمن کو ڈیڑھ لاکھ روپے حاصل ہوئے۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو قرآن اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس موقع پر دیگر حضرات کے علاوہ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب بھی موجود تھے جنہوں نے ان مقاصد میں کامیابی کی دعا فرمائی جن کے لئے اکیڈمی کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ سنگ بنیاد رکھنے جانے کے فوراً بعد تعمیر کا کام نہایت تیزی سے شروع کر دیا گیا۔ تعمیر کا مجوزہ نقشہ جس کی باضابطہ منظوری حاصل کی جا چکی ہے چہار دیواری اور ٹیوب ویل کے علاوہ حسب ذیل تعمیرات پر مشتمل ہے۔

- اساتذہ اور اسٹاف کے لئے رہائشی کوارٹرز کا ایک دو منزلہ بلاک جو تین تین کمروں کے آٹھ مکانات پر مشتمل ہے۔
- پچاس کے لگ بھگ طلباء کے قیام کے لئے مناسب دارالمقامہ (ہاسٹل)
- ایک چالیس فٹ چوڑا اور ستر فٹ لمبا قرآن ہال
- ۳۰ × ۲۰ سائز کے دو لیکچر روم
- ایک ۴۰ × ۲۵ کا بڑا کمرہ جس میں عارضی تقسیم سے انجمن اور اکیڈمی کے دفاتر کیلئے گنجائش نکالی جا سکے۔

الحمدللہ اساتذہ اور اسٹاف کے لئے رہائشی کوارٹرز کا دو منزلہ بلاک، دو لیکچر رُوم اور ایک بڑا کمرہ تعمیر ہو چکا ہے۔ انجمن کے دفاتر بھی سمن آباد کی کرایہ کی عمارات سے دسمبر ۷۶ء میں یہاں منتقل ہو چکے ہیں۔ دارالمقامہ (ہاسٹل) اور چہار دیواری کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ اور خیال ہے کہ جلد ہی ان شاء اللہ تدریس کا باقاعدہ آغاز شروع کر دیا جائے گا۔ فی الحال ہر جمعرات کو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا منتخب نصاب کے مطابق درسِ قرآن کا آغاز ہو چکا ہے جس میں شہر کے دور دراز علاقوں سے آنے والے حضرات کے علاوہ ماڈل ٹاؤن سے بھی اچھی خاصی تعداد شرکت کر رہی ہے۔

اھلِ خیر کا تعاون حاصل رہا تو ان شاء اللہ قرآن ہال سمیت تعمیر کے پورے منصوبہ کی تکمیل کر لی جائے گی۔ یہاں اس کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس منصوبہ پر ۳۱ دسمبر ۷۶ء تک مبلغ ۶۲/ ۱۱۲ را ۸۶ ۵ روپے خرچ ہو چکے ہیں جس میں زمین کی قیمت بھی شامل ہے۔ واضح رہے کہ قرآن اکیڈمی کے پورے منصوبہ کی تکمیل پر لگ بھگ پندرہ لاکھ روپے کے صرف کا اندازہ ہے۔ اگر فوری طور پر اہل خیر نے تعاون کا ہاتھ نہ بڑھایا تو خدشہ

مکتبہ

اوائل ۱۹۶۶ء میں جب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مستقل طور پر لاہور منتقل ہو گئے تو جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے آپ نے ایک اشاعتی ادارہ "دارالاشاعت الاسلامیہ" قائم کیا۔ چونکہ اُس وقت کوئی اجتماعی شکل موجود نہ تھی اس لئے یہ ادارہ ڈاکٹر صاحب کا ذاتی ادارہ تھا۔ جس کے تحت "تدبر قرآن" جلد اوّل اور جلد دوم "مبادی تدبر قرآن" "دعوت دین اور اُس کا طریق کار" اور چند دیگر کتب اور کتابچے شائع کئے گئے۔ لیکن جب اللہ کے فضل و کرم سے ایک اجتماعی ادارہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے وجود میں آگیا تو اس کے تحت ایک مکتبہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ جس نے دارالاشاعت اسلامیہ کی جگہ لے لی۔ مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے نہ صرف وہ تمام کُتب شائع کیں جو اس سے قبل "دارالاشاعت اسلامیہ" شائع کر رہا تھا بلکہ اس کا اشاعتی پروگرام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ یکمشت ادائیگی کی بنیاد پر مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی تفسیر تدبر قرآن کی چند جلدوں اور ان کی دیگر تصنیفات نیز امام حمید الدین فراہیؒ کی مجموعہ تفاسیر اور ان کی تصانیف کے ترجموں کے حقوق طباعت بھی حاصل کر لئے گئے مکتبہ نے طباعت اور اشاعت کا اعلیٰ معیار پیش کر کے ہر حلقہ سے خراج تحسین وصول کیا۔ عرصۂ زیر رپورٹ میں مکتبہ سے جو کتب شائع ہوئیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے :۔

۱۹۷۳ء

___ تدبر قرآن جلد سوم	(مولانا امین احسن اصلاحی)
___ تفاسیر فراہی	(مولانا حمید الدین فراہیؒ)
___ تدبر قرآن جلد اوّل (دوسرا ایڈیشن)	(مولانا امین احسن اصلاحی)
___ مقدمہ تدبر قرآن اور تفسیر سورۃ فاتحہ	ایضاً

(اس کا نہایت سستا ایڈیشن شائع کیا گیا تاکہ

تدبر قرآن کے اصول ومنہاج (METHODOLOGY)
کا علم عام ہو)

—— حقیقتِ دین (مشتمل بر حقیقت شرک، حقیقت توحید، حقیقت تقویٰ اور حقیقتِ نماز) — ایضاً

—— مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق — (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)
(یہ دوسرا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ اس سے قبل پہلا ایڈیشن دارالاشاعت اسلامیہ کے تحت دو ہزار کی تعداد میں ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا)

—— راہِ نجات (سورۃ والعصر کی روشنی میں) — ایضاً
(چار ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی)

—— اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام — ایضاً
(اس کتابچہ کو دراصل انجمن کے مینی فیسٹو کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سال اس کے دو ایڈیشن یعنی دوسرا اور تیسرا شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن دارالاشاعت الاسلامیہ کے تحت اشاعت پذیر ہوا تھا)

—— مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (انگریزی ترجمہ) — ایضاً
WHAT DO THE MOSLIMS OWE TO THE QURAN?

۱۹۷۴ء

—— اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام (چوتھا ایڈیشن) — ایضاً

—— عربی کے پچیس آسان اسباق — (احمد یار راضی صاحب)

۱۹۷۵ء

—— اقسام القرآن — (مولانا حمید الدین فراہیؒ)

—— ذبیح کون ہے؟ — ایضاً

—— اقامتِ دین کے لئے انبیاء کرامؑ کا طریق کار — (مولانا امین احسن اصلاحی)
(دوسرا ایڈیشن تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا

پہلا ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں دارالاشاعت اسلامیہ نے
شائع کیا تھا)

—— قرآن اور پردہ (دوسرا ایڈیشن) — ایضاً
(پہلا ایڈیشن دارالاشاعت اسلامیہ نے
شائع کیا تھا)

—— مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق — (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)
(تیسرا اور چوتھا ایڈیشن پانچ پانچ ہزار
کی تعداد میں شائع ہوئے)

—— آیت الکرسی — ایضاً

—— علامہ اقبال اور ہم — ایضاً

—— قرآن اور امن عالم (دوسرا ایڈیشن) — ایضاً
(پہلا ایڈیشن دارالاشاعت اسلامیہ نے
شائع کیا تھا)

—— دعوت الی اللہ — (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)

—— راہِ نجات (دوسرا ایڈیشن پانچ
ہزار کی تعداد میں شائع ہوا) — ایضاً

—— راہِ نجات (ستا ایڈیشن) — ایضاً

۱۹۷۶ء

دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار — (مولانا امین احسن اصلاحی)
(تیسرا ایڈیشن)

اسلامی قانون کی تدوین — ایضاً
(دوسرا ایڈیشن)

تدبر قرآن جلد چہارم — ایضاً

تدبر قرآن جلد دوم (تیسرا ایڈیشن) — ایضاً

تدبر قرآن جلد دوم (دوسرا ایڈیشن) — ایضاً

عظمتِ صوم (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)
مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (عربی ترجمہ) ایضاً
اسلامی تصوّف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (پروفیسر یوسف سلیم چشتی)

ان کے علاوہ مکتبہ کی جانب سے ایک صاحب خیر کے تعاون سے "دعوت الی اللہ" اور "راہِ نجات" دس دس ہزار کی تعداد میں طبع کراکے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع منعقدہ رائے ونڈ (۱۹۷۵ء) میں حاضرین میں مفت تقسیم کی گئیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا کتابچہ "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کی بڑی پذیرائی ہوئی اور ہر حلقہ میں مقبول ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب تک اس کے چار ایڈیشن بائیس ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں اس کتابچہ کے انگریزی اور عربی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں جن کی تعداد بائیس ہزار کے علاوہ ہے۔

مزید براں کراچی کے ایک تجارتی ادارہ کے ملازمین کی سیرت کمیٹی نے اس کی ایک ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کیں۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی دو کتب "اسلامی ریاست" اور "پاکستانی عورت دوراہے پر" اور سید غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ کی تصنیف "یتیم پوتے کا حقِ وراثت" زیر طباعت ہیں۔

دو ذیلی انجمنیں

۱۔ انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد

معرفت: کرنل (ریٹائرڈ) عبدالغفور شیخ، ۵۰۔ اے، سٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۲۔ انجمن خدام القرآن سکھر

معرفت: جناب نجیب صدیقی، سندھ جنرل سٹور، شاہی بازار۔ سکھر

میثاق

ماہنامہ "میثاق" کا اجرا رجب جون ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ تو مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اس کے مدیر بھی تھے اور عرف عام کے مطابق مالک بھی۔ شروع میں اس کی اشاعت باقاعدہ رہی، پھر بے قاعدہ ہوئی تا آنکہ اس نے ہچکولے کھانے شروع کئے اور بالآخر دم توڑ دیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جب لاہور منتقل ہوئے اور دعوتِ قرآنی کا کام شروع کیا تو دعوت کی تشہیر و اشاعت کے لئے ایک جریدہ کا ڈکلریشن "الرسالہ" کے نام سے حاصل کیا۔ لیکن مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے یہ فرمانے پر کہ نیا رسالہ نکالنے کی بجائے بہتر ہے کہ "میثاق" ہی کو زندہ رکھو، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی ادارت اور ملکیت میں جولائی ۱۹۶۶ء سے "میثاق" نکالنا شروع کر دیا۔ جو ڈاکٹر صاحب کے ذاتی ادارہ 'دارالاشاعت الاسلامیہ' کے تحت شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۷۲ء میں جب مرکزی انجمن خدام القرآن کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر صاحب نے 'میثاق' کو بھی انجمن کی تحویل میں دے دیا اور جنوری ۷۳ء سے مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت 'میثاق' انجمن کے آرگن کی حیثیت سے شائع ہونا شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ کا آخری شمارہ جولائی ۷۶ء کا تھا کیونکہ بعض دعوتی ضروریات کی بنا پر اسے تنظیم اسلامی کی تحویل میں دے دیا گیا اور اس نے تنظیم اسلامی کے ترجمان کی حیثیت سے اگست ۷۶ء سے ایک علمی، دعوتی، انقلابی اور تحریکی جریدہ کی حیثیت سے اپنے نئے دور کا آغاز کیا۔

جنوری ۷۳ء سے جولائی ۷۶ء کے عرصہ میں جب کہ "میثاق" مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت شائع ہو رہا تھا اس کی کیفیت پابندی اور باقاعدگی کے اعتبار سے کبھی قابلِ رشک نہیں رہی البتہ یہ ضرور ہے کہ کبھی تو باقاعدہ ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا رہا اور کبھی دو دو ماہ کا شمارہ ایک ساتھ شائع ہو جاتا تھا۔ ۷۵ء کے شروع کے چند مہینے پریس کی تبدیلی کے سلسلہ میں حکمانہ کارروائی میں تاخیر کے سبب سے اور ۷۶ء کے بھی شروع کے چند مہینے میثاق کے ناشر جناب محی الدین صاحب کے انتقال کر جانے اور ناشر کے نام کی تبدیلی کے لئے محکمہ جاتی کارروائی میں تاخیر کی وجہ سے میثاق کی اشاعت ناغہ رہی۔ یہ ایک اضطراری کیفیت تھی جس سے

مُفر ممکن نہ تھا۔

عرصۂ زیر رپورٹ میں "میثاق" نے کئی اشاعتِ خاص بھی پیش کیں جن میں قابل ذکر اپریل ۷۷ء میں بیادگار علامہ اقبال مرحوم اور جولائی ۷۶ء میں ایک ضخیم اشاعت (صفحات دو صد سے زائد) مشتمل بر رپورتاژ و مقالات تیسری سالانہ قرآن کانفرنس ہیں۔ علاوہ ازیں ۷۵ء کے شروع کے دو مہینوں کے دو شماروں میں مولانا حمید الدین فراہیؒ کی دو کتب "اقسام القرآن" اور "ذبیح کون ہے؟" شائع ہوئیں۔ اصل کتب عربی میں تھیں جن کا اردو ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے کیا تھا۔

جون ۷۵ء سے "میثاق" سفید کاغذ پر آفسٹ کی طباعت کے ساتھ شائع ہونا شروع ہوا اور یوں اس کی ظاہری صورت میں بھی ایک نکھار پیدا ہو گیا حالانکہ ادارہ کو لاگت میں زیادتی کی وجہ سے مزید بار برداشت کرنا پڑا۔

عرصۂ زیر رپورٹ میں "میثاق" نے ظاہری صورت کے ساتھ ساتھ معنوی صورت میں بھی ترقی کی۔ اس نے جہاں قرآن کریم کی عظمت اور اس کے فلسفہ و حکمت پر مضامین شائع کئے وہاں ایسے مضامین بھی شائع کئے جن سے ملحدانہ افکار و نظریات کا موثر اور مدلل ابطال ہو۔ اس کے مضامین میں جہاں ایک طرف اسلامی ریاست کے خدوخال واضح کئے گئے وہاں دوسری جانب فکر اقبال اور مولانا فراہیؒ کے قرآنی فکر کو نکھار کر پیش کیا گیا۔

قرآن کریم کی تعلیمات کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کرنے کے لئے جو مضامین شائع ہوئے وہ یہ ہیں:-

جمع و تدوین قرآن	سید صدیق مرحوم
عظمتِ قرآن	ڈاکٹر برھان احمد فاروقی
آیت الکرسی	ڈاکٹر اسرار احمد
منطق استقرائی اور قرآن حکیم	مولانا حنیف ندوی
سائنسی طریق کار اور قرآن حکیم	ڈاکٹر امان اللہ خان
مطالعہ قرآن کی شرطِ لازم	سید مشکور حسین یاد
قرآن اور سائنس	ڈاکٹر عبد البصیر پال

انفاق فی سبیل اللہ — سورۃ بقرہ کی آیت ۲۶۱ تا ۲۷۴ کی روشنی میں	ڈاکٹر اسرار احمد
"لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کے معنی اور فضائل	پروفیسر محمد حسین بٹ
قرآن وسنت اور تواتر و تعامل	مولانا سید حامد میاں
حفاظت متنِ قرآن	حافظ احمد یار صاحب
قرآن اور جہاد	ڈاکٹر اسرار احمد
مسلمانوں کے قرآن سے بُعد و بیگانگی کے اسباب	پروفیسر یوسف سلیم چشتی
قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر	ڈاکٹر ذوالفقار ملک
اعجازِ قرآن	مولانا محمد مالک
فضیلتِ قرآن	مولانا سید حامد میاں
شاہ ولی اللہ دہلوی اور علوم القرآن	مولانا ڈاکٹر مظہر بقا
قرآن اور تصورِ ملکیت	مولانا طٰسین صاحب

اقبالیات پر حسب ذیل مضامین شائع ہوئے۔

قرآن اور اقبال	سید نذیر نیازی
قرآن حکیم کے دو نکتہ رس اقبال اور رفیع الدین	چوہدری مظفر حسن
اقبال اور ہم	ڈاکٹر اسرار احمد
مقام قرآن علامہ اقبال کی نظر میں	پروفیسر مرزا محمد منور
اقبال کا فلسفۂ خودی	ڈاکٹر ابصار احمد
واردات باطن	سید نذیر نیازی
فکرِ اقبال کے فہم کی ایک راہ	چوہدری مظفر حسین
اقبال اور وجودِ مصدقہ	خواجہ غلام صادق

اسلامی ریاست کے سلسلہ میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے درج ذیل مضامین شائع ہوئے:۔

ریاست کا اسلامی تصور

اسلامی ریاست میں عورتوں کے حقوق و فرائض

اسلامی قومیت کے عوامل

اسلامی ریاست میں فقہی اختلافات کا حل ۔

علاوہ ازیں 'فضیلت رمضان' کے سلسلہ میں بھی مولانا اصلاحی صاحب کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع کیا گیا۔

"عظمت صوم رمضان" "حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح" "نبی اکرم کا مقصدِ بعثت" جیسے موضوعات پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مضامین شائع ہوئے۔ ایک مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے "مولانا شبلی، مولانا آزاد، مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی" کا شخصیاتی موازنہ کیا۔ ایک اور مضمون میں "مقام صدیقیت" کو واضح کیا۔ نیز موصوف کے دو اور اہم مضامین یعنی "امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ" اور "مولانا ابوالکلام آزاد جمعیت علماء ہند اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ" بھی اس دوران میثاق کے صفحات کی زینت بنے ۔

مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی شخصیت اور فکر پر تین اور مضامین بھی شائع ہوئے ایک جناب خالد مسعود صاحب کا "مولانا فراہیؒ کی علمی خدمات" کے موضوع پر دوسرا ڈاکٹر سعید عابدی کا زیرِ عنوان "مولانا حمیدالدین فراہیؒ" اور تیسرا "مولانا فراہیؒ کے اُصول تفسیر" از جناب محمود احمد صاحب لودھی ۔

پروفیسر اعجاز چوہدری کے دو اہم مضامین "مغربی تہذیب کے زیر اثر یورپ میں سائنسی نقطۂ نظر کی ترویج و ترقی" اور "ثقافتی ہیئت کے نشیب فراز کا ایک نامتمام خاکہ" بھی شائع کیے گئے ۔

"فرقہ باطنیہ" اور "بہائیت" کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے محترمہ جمیلہ شوکت صاحبہ کے دو مضامین شائع ہوئے ۔

محترم پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب بھی "میثاق" کو اپنے فاضلانہ مقالات سے نوازتے رہے ۔ اِس دوران اُن کے حسب ذیل مضامین شائع کئے گئے ۔

— فلسفہ و حکمت ۔ کانٹ سے مارکس تک
— حقیقت نفس و روح
— اسلام کو حکمائے عصر حاضر کے تین چیلنج
— فکر مغرب کی اساس اور اُس کا تاریخی پس منظر

—— حضرت ابوبکر صدیقؓ غیروں کی نظر میں ۔
علاوہ ازیں مطالعۂ حدیث کے ذیل میں "اجتماعی نظم" کے زیرعنوان مولانا عبدالغفار حسن صاحب کا مقالہ، "اصلاح الرسوم" اور "دینی تحریکوں کا باہمی اختلاف" کے زیرعنوان شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کے مضامین اور ملک کے ممتاز قانون داں جناب خالد اسحٰق کا فاضلانہ مقالہ "ہر فرد ہے ملّت کے مقدر کا ستارہ" بھی اسی دور میں "میثاق" کے صفحات کی زینت بنے ۔

ان مضامین کے علاوہ انجمن کی سرگرمیوں کی رُوداد، مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن، سالانہ قرآن کانفرنسوں اور تربیت گاہوں کے رپورتاژ بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ۔ جنہوں نے پرچہ میں ایک نئی دلچسپی کا سامان فراہم کر دیا ۔

اور پھر صاحبِ "میثاق" کا "تذکرہ و تبصرہ" جس کو پڑھنے کے لئے "میثاق" کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے اور جس ماہ وہ شائع نہیں ہوتا ۔ کچھ تشنگی سی محسوس کی جاتی ہے ۔

ڈاکٹر صاحب کو حالات و واقعات کا تجزیہ کرنے میں کمال حاصل ہے اور اسی لئے "تذکرہ و تبصرہ" اُن کا شاہکار ہوتا ہے ۔ تبصرةً و ذِکریٰ لِکلِّ عبدٍ منیب ۔

کراچی میں

مرکزی **انجمن خُدّام القرآن** لاہور

کے ذیلی دفتر کے لئے سنّی پلازا عقب مکلوڈ روڈ
میں جگہ حاصل کر لی گئی ہے جو ابھی زیرِ تعمیر ہے۔
فی الحال کراچی میں انجمن اور مکتبۂ انجمن کا پتہ حسبِ ذیل ہے:

قاضی عبدالقادر ۲/۲ V A ناظم آباد (فون: ۶۱۳۳۷۷)

متفرقات

— لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر بعض مخیر حضرات کے تعاون سے اخبارات میں ایسے خوبصورت کتبے (INSERTION) شائع کرائے گئے جن سے لوگوں کا ذہن ادھر متوجہ ہو کہ اسلامی اتحاد کا انحصار "اعتصام بحبل اللہ" پر ہے اور ازروئے فرمان نبوی حبل اللہ سے مراد قرآن حکیم ہے۔

— لاہور کے اہم ثقافتی اجتماع یعنی اجلاس یوم اقبال کے موقعہ پر ایک نہایت خوبصورت دو ورقہ "ہدیہ یوم اقبال"، تقسیم کیا گیا جس میں علامہ مرحوم کے اشعار کے حوالہ سے لوگوں کی توجہ قرآن حکیم کی جانب منعطف کرانے کی کوشش کی گئی۔

— مشہور عوامی میلہ کے موقعہ پر لاہور میں انجمن کی کتب کا اسٹال لگایا گیا جہاں پر کتب کا تعارف بھی کرایا گیا اور انہیں فروخت بھی کیا گیا اس موقع پر انجمن کی جانب سے ایک تعارفی ہینڈ بل بھی لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔

— تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات کے موقع پر رائے ونڈ میں دو بار اسٹال لگایا گیا۔ یہاں سے لوگوں کو انجمن کی سرگرمیوں اور اس کی کتب کا تعارف بھی کرایا گیا اور کتب کی اچھی خاصی تعداد فروخت بھی کی گئی۔ ایک سال ایک صاحب خیر کے تعاون سے ڈاکٹر صاحب کے کتابچے "راہ نجات" اور "دعوت الی اللہ" دس دس ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کئے گئے۔

— رمضان المبارک کے مہینہ میں ڈاکٹر صاحب کا ایک کتابچہ "عظمت صوم رمضان" مفت تقسیم کیا گیا۔

— "قرآن مجید کے حقوق" پر مشتمل ایک نہایت خوشنما چارٹ کی کثیر تعداد میں اشاعت اور تقسیم کی گئی۔

— "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" اور "راہ نجات سورۃ والعصر کی روشنی میں" کے دو بڑے بڑے برقی تختے بنوائے گئے۔ تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع کے موقع پر رائے ونڈ ریلوے اسٹیشن پر نیز قرآن کانفرنسوں، تربیت گاہوں اور بڑے اجتماعات کے موقعہ پر انہیں نمایاں طور پر لگایا جاتا رہا۔

—— "حج اور قربانی" کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب کا ایک پمفلٹ چھپوا کر عید الضحیٰ کے موقعہ پر مفت تقسیم کیا گیا۔

—— ڈاکٹر صاحب کا ایک اور اہم کتابچہ "انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج" طبع کرا کے مفت تقسیم کیا گیا۔

—— شادی بیاہ کے موقع پر رسومات کی اصلاح اور ان تقریبات کو مسنون طریقہ پر منعقد کرنے کے سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کا ایک کتابچہ بہت کثیر تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک مہم بھی چلائی گئی کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جانے والی غلط رسومات کو ختم کیا جائے۔ اس کی ابتداء ڈاکٹر صاحب نے خود اپنے برادر خورد کی شادی سے کی۔ الحمدللہ انجمن کی جانب سے جاری کردہ اصلاح الرّسوم کی یہ تحریک کامیابی سے چل رہی ہے۔

—— پاکستان کے کثیر الاشاعت انگریزی اخبار "ڈان"، کراچی میں ڈاکٹر صاحب کا مضمون "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" قسط وار شائع کرایا گیا جس کے ذریعہ انگریزی داں طبقہ کی ایک کثیر تعداد تک ہماری دعوت پہنچی۔

—— روزنامہ "جنگ"، کراچی اور روزنامہ "نوائے وقت"، لاہور میں وقتاً فوقتاً ڈاکٹر صاحب کے مضامین شائع کرائے جاتے رہے۔ ان اخبارات کے کثیر الاشاعت ہونے کی وجہ سے ہماری دعوت ان کے لاکھوں قارئین تک پہنچتی رہی۔ ڈاکٹر صاحب کے بعض مضامین لاہور کے انگریزی روزنامہ "پاکستان ٹائمز" اور کراچی کے اردو روزنامہ "حریت" میں بھی شائع کرائے گئے۔

—— قرآن کانفرنسوں، تربیت گاہوں اور ڈاکٹر صاحب کے دروس قرآن اور خطابات کی اطلاع اخبارات میں اعلانات اور اشتہارات کی صورت میں پابندی سے شائع کرائی جاتی رہی اس سلسلہ میں جدید ذرائع ابلاغ مثلاً۔ پوسٹر، ہینڈبل اور بینرز وغیرہ سے کام لیا گیا۔ کراچی کی انجمن کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں ان حضرات کے ڈاک کے پتے موجود ہیں جو ہماری دعوت سے دلچسپی لیتے ہیں، ایسے تمام حضرات کو ڈاکٹر صاحب کے کراچی کے پروگراموں کی پابندی سے بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاتی رہی۔ لاہور اور دیگر چند مقامات پر دیواروں پر اور بسوں کے پیچھے ٹین کی چادروں

پر تحریروں کے بھی تجربات کئے گئے۔
— سعودی عرب۔ اور مشرقی افریقہ سے آئے ہوئے چند پاکستانی احباب کو جو ہماری دعوت سے دلچسپی لیتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کا منتخب نصاب اور اُن کے خطابات ٹیپ کرائے گئے تاکہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے حلقے میں اسے سنا سکیں۔ اسی طرح ایک صاحب کو انڈونیشیا میں ڈاکٹر صاحب کا منتخب نصاب ٹیپ کر کے بھیجا گیا۔
— عربی زبان کی ترویج اور لوگوں کو اس کی واقفیت بہم پہنچانے کے لئے انجمن کے دفتر میں ایک "کلیۃ العربیہ" قائم کیا گیا۔ جہاں پر عربی اور تجوید و قرأت کی تعلیم دی گئی۔ اس کے لئے بہترین معلّمین کی خدمات حاصل کی گئیں اس سلسلہ میں "عربی کے پچیس آسان اسباق" مرتب کرا کے انجمن کی جانب سے شائع کئے گئے۔ کراچی میں بھی دو مقامات پر عربی کی تعلیم کے مراکز قائم کئے گئے۔ جن سے ہمارے کارکنوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی استفادہ کیا۔

حضرات! یہ ہے انجمن کی سرگرمیوں کی پانچ سالہ طویل مختصر رپورٹ۔ طویل اس خیال سے کہ شاید آپ اس کو سُن کر کچھ اُکتاہٹ محسوس کر رہے ہوں اور مختصر اس لحاظ سے کہ اس میں طوالت کے خیال سے جُملہ سرگرمیوں کا کما حقہٗ احاطہ نہیں کیا جا سکا۔
ہمیں اس کا شدید احساس ہے کہ کام کے جو تقاضے ہیں اس کے مطابق جتنا کام ہونا چاہیئے تھا، وہ نہیں ہو سکا لیکن صورتِ حال مایوس کُن بھی نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ کا اِس پر شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اپنی راہ میں کام کرنے کی توفیق بخشی۔ ہم نے اپنی بہترین محنتیں اور بہترین صلاحیتیں اِس کام میں صرف کیں اور لوگوں نے بھی خلوص کے ساتھ دامے درمے سخنے ہماری بھرپور مدد کی۔ یہ صرف اُس کا فضل و کرم ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ان محنتوں کو قبول فرمائیے، اور ہم سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہوں، اُن سے درگذر فرمائیے
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط

CONSOLIDATED STATEMENT OF ACCOUNTS OF
MARKAZI ANJUMAN KHUDDAM-UL-QURAN LAHORE
FOR THE PERIOD
4TH NOVEMBER, 1972
TO
31ST DECEMBER, 1976
Duly Audited by
HAMEED CHAUDHRI & CO.
Chartered Accountants

RECEIPTS

Initial contributions of Founder Members		100,000·00
Initial contributions of Mohsineens		70,000·00
Initial contributions of Permanent Members		38,000·00
Monthly contributions		99,684·00
General contributions		104,864·00
Zakat - Receipts	24,048 00	
Less Payments	24,048·00	Nil
Miscl. Receipts		2,390 41
Donations for purchase of plot of land for Quran Academy		36,000·00
Donations for office at Karachi		13,013·48
Proceeds from sale of plot of land donated to Anjuman		150,000·00
Donations for Quran Academy		285,632·00
Total Receipts Rupees		899,583·89

LESS : PAYMENTS

Staff Salaries	24,894·23
Postage, Telegrams and Telephone	8,668·49
Stationery and Printing	3,053·77
Office Rent	32,462·50

Electricity, Gas and Water Charges	4,390·77
Guest House Expenses	1,903·01
News Papers and Magazines	767·30
Travelling Expenses and Conveyance charges	15,290·74
Miscl. Expenses	9,409·44
Bank Charges	101·80
Quran Conferences Expenses	17,401·88
Al-Kuliatul Arabia Expenses	3,268·41
Publicity Expenses	16,487·02
Training Camp and Meetings Expenses	10,543·28
Sundry Debtors (Advances)	8,642·93
Payments made to Maktaba Markazi Anjuman	131,936·17★
Purchase of Assets :	
Books for Library	3,388·63
Furniture and Fixtures	10,073·75
Tape Recorder	2,849·50
Loud-Speaker	2,642·00
Land for Quran Academy	97,312·62
Quran Academy—Building Expenses	488,683·20
Total Payments Rupees	894,171·44
Cash-in-hand and with Bank as at 31-12-76. Rupees	5,412·45

★This amount represents the following assets in the books of Maktaba, as on 31-12-76 :

Stock of Books	110,452·50
Furniture	2,483·07
Royalty	10,000·00
Sundry Debtors (Less Creditors)	2,576·18
Loans & Advances	3,840·87
Cash-in-hand & with Bank	2,583·55
Total Rupees	131,936·17

فہرست مطبوعات

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

تصانیف امام حمید الدین فراہیؒ

- ○ مجموعہ تفاسیر فراہیؒ — ہدیہ -/۲۴ روپے
- ○ اقسام القرآن — اردو ترجمہ الامعان فی اقسام القرآن — ہدیہ ۳/۷۵ 〃
- ○ ذبیح کون ہے ؟ — اردو ترجمہ القول الصحیح فی من ہو الذبیح — ہدیہ ۴/۵۰ 〃

تصانیف مولانا امین احسن اصلاحی

○ سلسلۂ تدبر قرآن :

- ● مبادیٔ تدبر قرآن : تدبر قرآن کے اصول و قواعد پر اہم دستاویز — ہدیہ -/۸ روپے
- ● مقدمہ تدبر قرآن و تفاسیر آیت بسم اللہ و سورۂ فاتحہ — ہدیہ -/۳ 〃
- ● تدبر قرآن جلد اوّل — مشتمل بر مقدمہ و تفسیر از ابتدا تا سورۂ آل عمران — 〃 -/۵۰ 〃
- ● تدبر قرآن جلد دوم — مشتمل بر تفسیر سورۂ نساء تا سورۂ اعراف — 〃 -/۵۰ 〃
- ● تدبر قرآن جلد سوم — مشتمل بر تفسیر سورۂ انفال تا سورۂ بنی اسرائیل — ہدیہ -/۵۰ 〃
- ● تدبر قرآن جلد چہارم — مشتمل بر تفسیر سورۂ کہف تا سورۂ قصص — -/۵۰ 〃

- ○ حقیقتِ دین — مشتمل بر حقیقت شرک، حقیقت توحید، حقیقت تقویٰ، حقیقت نماز — ہدیہ -/۱۶ 〃
- ○ دعوت دین اور اس کا طریق کار — ہدیہ -/۱۰ 〃
- ○ اقامت دین کے لئے انبیاء کرام کا طریق کار — ہدیہ ۱/۲۵ 〃
- ○ قرآن اور پردہ — ہدیہ -/۱ 〃
- ○ اسلامی ریاست میں …

تصنیف ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

- اسلامی تحقیق کا مفہوم ، مدعا اور طریق کار — قسم اعلیٰ ۱/۵۰ ، ادنی ۱/-

تصانیف ڈاکٹر اسرار احمد

- تحریک جماعت اسلامی : ایک تحقیقی مطالعہ — ۶/- روپے
- اسلام کی نشأۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام — ۱/- ″
- مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق — ۲/- ″
- ″ ″ ″ ″ ″ انگریزی — ۳/- ″
- ″ ″ ″ ″ ″ (عربی) — ۴/- ″
- عظمت صوم — ۷۵/- ″
- علامہ اقبال اور ہم — ۱/۵۰ ″
- راہ نجات : سورہ والعصر کی روشنی میں — قسم اعلیٰ ۲/- ، ادنی ۱/- ″
- قرآن اور امن عالم — ۰/۷۵ ″
- دعوت الی اللہ — ۱/- ″
- آیت الکرسی : ایک نشری تقریر — ۰/۳۰ ″
- دعوت بندگی رب — (زیر طبع)
- فریضۂ شہادت حق — ″
- مسلمانوں پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقوق — ″
- اسلام اور پاکستان : ایک سیاسی و ثقافتی جائزہ — ″

تالیف پروفیسر یوسف سلیم چشتی

- اسلامی تصوّف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش — ″ ۵/- ″

قواعد وضوابط

(مع توضیحات)

دفعہ ۱: نام اور دفتر

(ل) اس انجمن کا نام "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" ہوگا۔ (ب) اس کا دفتر لاہور ہی میں رہے گا۔

دفعہ ۲: وابستگی کی صورتیں اور شرائط

(ل) اس انجمن کے ساتھ وابستگی کی حسب ذیل چار صورتیں ہوں گی :- (ا) مؤسّسین یعنی وہ لوگ جو تشکیلِ انجمن کے وقت فی کس پانچ ہزار روپے یک مشت ادا کریں اور بعد ازاں پچاس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(اا) محسنین یعنی وہ لوگ جو تشکیلِ انجمن کے بعد کسی مرحلے پر پانچ ہزار روپے یک مشت ادا کریں اور بعد ازاں پچاس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(ااا) مستقل ارکان یعنی وہ لوگ جو دو ہزار روپے یک مشت ادا کریں اور بعد ازاں بیس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(۱۷) عام ارکان۔ یعنی وہ لوگ جو یک مشت تو کچھ ادا نہ کریں لیکن دس روپے ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں۔

(ب) ماہانہ زرِ تعاون کی ادائیگی سے عارضی رخصت صدر انجمن کی منظوری سے ہو سکے گی۔

(ج) ماہانہ زرِ تعاون کی بلا منظوری مسلسل تین ماہ تک عدم ادائیگی پر مؤسّسین، محسنین اور مستقل ارکان کا حق رائے دہی معطّل ہو جائے گا اور عام ارکان کی رکنیت ختم ہو جائے گی۔

(د) مؤسّسین و محسنین کو انجمن کے اجلاس عام میں تین تین ووٹ حاصل ہوں گے جبکہ مستقل اور عام ارکان کو علی الترتیب دو اور ایک ووٹ حاصل ہوں گے۔

(ھ) ہر چہار انواع کے وابستگان کے لیے انجمن سے علیحدگی اختیار کرنے کے لیے صرف صدرِ انجمن کو مطلع کر دینا کافی ہوگا۔ لیکن اس صورت میں کسی قسم کا زرِ تعاون واپس نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۳۔ ہیئتِ انتظامیہ

(ل) انجمن کی ہیئتِ انتظامیہ ایک صدر اور ایک مجلسِ منتظمہ پر مشتمل ہوگی۔

(ب) صدرِ مؤسّس: ڈاکٹر اسرار احمد کو اس انجمن کے صدرِ مؤسّس (FOUNDER AND LIFE PRESIDENT) کی حیثیت حاصل ہوگی اور وہ تاحینِ حیات اس کے صدر رہیں گے اور اس دوران میں انجمن اصلاً اُن ہی کی رہنمائی اور نگرانی میں اور ان ہی کی صوابدید کے مطابق کام کرے گی اور انہیں مجلس منتظمہ کے کسی بھی فیصلے کو کلیتہً یا جزوی طور پر رد کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔

(ج) صدرِ انجمن: یہ منصب ڈاکٹر اسرار احمد کے انتقال یا اس سے قبل کسی سبب سے معذور ہو جانے پر وجود میں آئے گا اور اس صورت میں انجمن کی قیادت و رہنمائی کی ذمّہ داری اصلاً مجلسِ منتظمہ کو بحیثیت مجموعی منتقل ہو جائے گی اور صدرِ انجمن کا انتخاب مجلسِ منتظمہ اپنے ارکان میں سے کثرتِ رائے سے کرے گی اور اسے حقِ استرداد حاصل نہیں ہوگا۔

(د) مجلسِ منتظمہ: بارہ ارکان پر مشتمل ہوگی جن میں دس ارکان منتخب ہوں گے اور دو نامزد!

(ھ) مجلسِ منتظمہ کے منتخب ارکان میں چار ارکان کو مؤسّسین منتخب کریں گے، دو کو محسنین، دو کو مستقل ارکان اور دو کو عام ارکان۔ جبکہ نامزد ارکان کو صدرِ مؤسّس یا صدرِ انجمن نامزد کرے گا اور یہ نامزدگی وابستگانِ انجمن کے چاروں حلقوں میں سے کی جا سکے گی۔

(و) مرورِ زمانہ کے ساتھ اگر حلقۂ مؤسّسین میں چار ارکان موجود نہ رہے تو مجلسِ منتظمہ میں ان کے حصّے کی تعداد حلقۂ محسنین کو منتقل ہوتی چلی جائے گی۔

(ز) مجلسِ منتظمہ کے اجلاس کی صدارت صدرِ مؤسّس یا صدرِ انجمن کرے گا اور اس کا کم از کم کورم سات ارکان پر مشتمل ہوگا۔

(ح) مجلسِ منتظمہ کے فیصلے کثرتِ رائے سے ہوں گے اور تمام ارکان کو رائے کا صرف ایک ایک حق حاصل ہوگا۔ آراء کے برابر ہونے کی صورت میں صدر ایک مزید فیصلہ کن

ووٹ استعمال کرے گا۔

(ط) مجلس منتظمہ کا ایک ماہانہ اجلاس معمولاً منعقد ہو گا جس کے وقت اور ایجنڈے سے صدر انجمن تمام ارکان کو مناسب ذرائع سے کم از کم ایک ہفتہ قبل مطلع کرے گا۔

(ی) اس کے علاوہ مجلس منتظمہ کے کم از کم پانچ ارکان کے مطالبے پر مجلس کا ہنگامی اجلاس تین دن کے نوٹس پر بلایا جا سکے گا۔ اور صدر انجمن کی غیر موجودگی میں اس اجلاس کے لیے صدر بھی خود مجلسِ منتظمہ ہی منتخب کر سکے گی۔

(ک) مجلسِ منتظمہ اور صدر انجمن کے انتخاب ہر دو سال بعد خفیہ رائے دہی کے طریق پر سالانہ اجلاس عام کے موقع پر ہوں گے جو ہر سال ماہِ مارچ یا اپریل میں منعقد ہوا کرے گا اور جس کی تاریخ اور پروگرام کا اعلان کم از کم پندرہ یوم قبل کر دیا جائے گا۔

(ل) انجمن کے مختلف شعبوں کی نگرانی کے لیے صدر مؤسس یا صدر انجمن مجلسِ منتظمہ کے ارکان میں سے اعزازی ناظمین مقرر کرے گا جو حسب ذیل ہوں گے۔

(i) ناظمِ اعلیٰ : جو جملہ تنظیمی امور کا ذمہ دار اور انجمن کے دفتر کا نگران ہو گا۔

(ii) معتمد : جو مجلس منتظمہ کے سیکرٹری کے فرائض ادا کرے گا۔

(iii) ناظم بیت المال : جو آمد و خرچ کے جملہ حسابات کا ذمہ دار ہو گا۔

(iv) محاسب : جو انجمن کے حسابات کی داخلی جانچ پڑتال کرے گا۔

(v) ناظم مکتبہ و نشر و اشاعت : جو طباعت اور اشاعت کے کاموں کا نگران ہو گا۔

(م) اعزازی ناظمین کے تحت حسب ضرورت با تنخواہ عملہ رکھا جا سکے گا۔

دفعہ ۴۔ نظامِ مالیات

(ا) انجمن ہر مسلمان سے جو اس کے مقاصد سے اتفاق رکھتا ہو جملہ انواع کے عطیات قبول کرے گی۔

(ب) انجمن کے نام پر ایک کرنٹ اکاؤنٹ (CA/I) کسی شیڈولڈ بینک میں کھولا جائے گا اور انجمن کے نام تمام رقوم صرف اسی اکاؤنٹ میں جمع ہوں گی۔ اور اس سے رقم نکلوانے کا مجاز و مختار صرف صدر مؤسس یا صدر انجمن ہو گا۔

(ج) ایک دوسرا کرنٹ اکاؤنٹ (CA/II) انجمن کے نام پر کھولا جائے گا جس

میں کوئی رقم براہِ راست جمع نہیں ہو سکے گی اور جس سے رقم ناظمِ اعلیٰ و ناظمِ بیت المال مشترکہ طور پر (JOINTLY) ہی نکلوا سکیں گے۔

(د) صدر مؤسّس یا صدر انجمن براہِ راست کوئی خرچ نہیں کرے گا بلکہ حسبِ ضرورت رقوم اکاؤنٹ (CA/I) میں سے اکاؤنٹ (CA/II) کو منتقل کرے گا اور اخراجات سب کے سب اکاؤنٹ (CA/II) ہی میں سے ہوں گے۔

(ھ) ایک متعیّن حد (جس کا تعیّن مجلس منتظمہ کرے گی) کے اندر رقم بطور دستی ناظمِ بیت المال کی تحویل میں رہ سکے گی۔

(و) جملہ حسابات کی سالانہ جانچ پڑتال (ANNUAL AUDITING) حکومت کے منظور شدہ محاسبین (CHARTERED ACOUNTANTS) سے کرانی لازمی ہوگی۔

(ز) محاسبین اور ان کے معاوضے کا تعیّن مجلسِ منتظمہ کرے گی۔

(ح) حسبِ دفعہ ۳ (ب) و (ج) جب تک صدر مؤسّس موجود ہیں انجمن کے بجٹ اور اخراجات کا پورا معاملہ صدر مؤسّس کی صوابدید پر ہوگا اور مجلسِ منتظمہ کی ذمہ داری صرف آمد و خرچ کی نگرانی کی ہوگی۔ صدر مؤسّس کے بعد یہ اختیار بالکلیہ مجلسِ منتظمہ کو منتقل ہو جائے گا۔

(ط) ایسی صورت میں کہ انجمن کو ختم کر دینا مقصود ہو اس کا تمام فاضل سرمایہ (اثاثے اور رقم جو واجب الادا رقوم اور قرض کی واپسی کے بعد بچ رہے گا) کسی ایسے ادارے کو منتقل کر دیا جائے گا۔ جو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ ۱۵ ڈی (ا) کے تحت منظور شدہ ہوگا اور اس امر کی اطلاع انجمن کی تاریخِ اختتام سے تین ماہ کے اندر اندر مرکزی ریونیو بورڈ کو دے دی جائے گی۔

(ی) انجمن کسی ایسے ادارے کو مالی عطیہ نہیں دے گی اور نہ ہی کسی ایسے ادارے میں شامل ہوگی جو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ ۱۵- ڈی (ا) کے تحت منظور شدہ نہ ہوگا۔

(ک) انجمن اپنی آمدنی، جائداد اور اثاثے صرف اپنے اغراض و مقاصد کے لیے خرچ کرے گی اور ان کا کوئی حصّہ کسی شکل (بونس، نفع وغیرہ) میں اپنے کسی ممبر یا اس کے

_____ کسی رشتہ دار کو بلا واسطہ یا بالواسطہ منتقل نہیں کرے گی۔ البتہ وہ رقوم جو بطورِ زکوٰۃ وصول ہوں ان کا حساب الگ رکھا جائے گا۔ اور یہ قوم شریعت کے مطابق بلا تخصیص مستحق افراد میں تقسیم کی جائیں گی۔

(ل) انجمن اپنے دستور، میمورنڈم آف ایسوسی ایشن، قواعد و ضوابط اور ذیلی قواعد میں کوئی تبدیلی مرکزی ریونیو بورڈ سے پیشگی منظوری لیے بغیر نہیں کرے گی

(م) انجمن اپنی آمدنی بشمولیت عطیات جو اسے سالِ ماقبل میں ملے ہوں، کا ۲۵ فیصد یا دس ہزار روپیہ دونوں میں سے جو رقم کم ہو بطور ریزرو سرمایہ رکھ سکے گی۔ باقی ماندہ سرمائے کو یا تو گورنمنٹ سیکوریٹی یا NIT یونٹ کی خرید میں لگایا جائے گا اور اس کی اطلاع مرکزی ریونیو بورڈ کو کر دی جائے گی۔

دفعہ ۵ ذیلی انجمنیں

(ا) پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی انہی اغراض و مقاصد کے لیے انجمنیں قائم ہو سکیں گی۔ جو مقاصد کے اعتبار سے "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" سے منسلک (AFFILIATED) شمار ہوں گی۔ لیکن انتظامی اور مالی اُمور میں بالکل آزاد (AUTONOMOUS) ہوں گی۔ نہ ان کے حسابات وغیرہ کی ذمہ داری مرکزی انجمن پر ہو گی نہ مرکزی انجمن کی ان پر۔

(ب) ان انجمنوں کے نام اس طرح رکھے جائیں گے۔ جیسے مثلاً "انجمن خدّام القرآن کراچی" یا "انجمن خدّام القرآن ملتان" وغیرہ۔

(ج) ذیلی انجمنیں اپنے قواعد و ضوابط خود متعین کریں گی اور انہی کے مطابق کام کریں گی۔

(د) ان انجمنوں کو اپنی سالانہ آمدنیوں کا دسواں حصّہ لازماً "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" کو منتقل کرنا ہو گا۔ ورنہ وہ "انجمن خدّام القرآن" کا نام استعمال کرنے کی مجاز نہ ہوں گی۔

دفعہ ۶ طریقۂ ترمیم

(ا) صدر مؤسّس کی موجودگی میں انجمن کے قواعد و ضوابط میں کوئی ترمیم ان کی منظوری کے بغیر نہیں ہو سکے گی۔

(ب) بعد ازاں قواعد و ضوابط میں ترمیم مجلسِ منتظمہ دو تہائی اکثریت سے کر سکے گی۔ لیکن اس کے لیے لازم ہوگا کہ وہ آئندہ اجلاسِ عام میں اس کی منظوری حاصل کرے۔ بصورت دیگر وہ ترمیم کالعدم ہو جائے گی۔

انجمن کی تشکیل کے وقت انجمن کے دستوری ڈھانچے سے متعلق ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بعض توضیحات تحریر فرمائی تھیں جو 'میثاق' کے جولائی ۱۹۷۲ء کے شمارے میں تو تفصیلاً شائع ہوئی تھیں اور بعد میں جب انجمن کا دستور شائع ہوا تو اُس کے آخر میں بھی اُن کا خلاصہ درج کر دیا گیا تھا۔ تاکہ جو حضرات بعد میں کسی مرحلے پر انجمن میں شمولیت اختیار فرمائیں، وہ بھی اُن کا مطالعہ فرمالیں۔ ذیل میں اس کا ایک عکس شائع کیا جا رہا ہے ——— (مرتب)

چونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے قواعد و ضوابط کے بارے میں بعض اشکالات ضرور پیدا ہوں گے لہٰذا مناسب نظر آتا ہے کہ دو ضروری وضاحتیں پہلے ہی گوش گزار کر دی جائیں۔

پہلا اشکال جو اس کے مطالعے سے پیدا ہو سکتا ہے یہ ہے کہ اس انجمن کی وابستگی کی اصل بنیاد پیسہ ہے اور اس میں کسی کی حیثیت کا تعین بھی اس کے زرِ تعاون کی مقدار پر مبنی ہے جبکہ کسی دینی کام کی اصل اساس جذبہ و خلوص اور عملی دلچسپی پر ہونی چاہیے۔

اگرچہ یہ اعتراض بالکلیہ تو صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ قواعد و ضوابط میں ایسے لوگوں کی رکنیت کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے جو چاہے کثیر زرِ تعاون کچھ بھی نہ پیش کر سکیں لیکن وقت اور صلاحیتوں اور قوتوں کا اثاثہ لے کر شریک ہوں (فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ) اور صرف حسب استطاعت ایک ماہانہ زرِ تعاون ادا کرتے رہیں، اور نہ صرف یہ کہ ایسے حضرات کی مستقل نمائندگی مجلس منتظمہ میں رکھی گئی ہے بلکہ اس کا امکان بھی رکھا گیا ہے کہ مجلسِ منتظمہ کے دو نامزد ارکان بھی ایسے ہی لوگوں میں سے لیے جا سکیں ——— تاہم اصل بات یہ ہے کہ پیشِ نظر انجمن کی حیثیت معروف معنوں میں 'جماعت' کی نہیں بلکہ صرف 'ادارے' کی ہے اور یہ ہمارے پیشِ نظر کام کا کل نہیں بلکہ ایک جزو ہے۔

واضح رہے کہ راقم الحروف اپنی ذہنی ساخت اور مزاج و طبع کی افتاد کے اعتبار سے محض انجمن سازی پر نہ کبھی پہلے مطمئن ہو سکا ہے نہ اب مطمئن ہو سکتا ہے بلکہ بحمد اللہ اس کے پیشِ نظر اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہارِ دینِ حق کا بلند و بالا نصب العین ہے اور اس کے لیے ایک ہمہ گیر جدوجہد ہی اس کی زندگی کا اصل مقصد ہے ——— چنانچہ مجوزہ انجمن کی قراردادِ تاسیس کے الفاظ سے بھی بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ منبعِ ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت" بجائے خود مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود یعنی 'اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی' کی شرطِ لازم یعنی تجدیدِ ایمان کی عمومی تحریک' برپا کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

اور اس کام میں بھی راقم اپنے اصل رفیق کار اور دست و بازو ان باہمت لوگوں کو ہی سمجھتا ہے جو تعلیم و تعلم قرآن کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں اور اس کے لیے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر دیں یا پھر کم از کم قرآن حکیم کے جانب ایک عام توجہ و التفات اور عوام و خواص میں کلامِ الٰہی کے ساتھ ایک حقیقی دلچسپی پیدا کرنے کے لیے اپنے اوقاتِ عزیز کا معتدبہ حصہ صرف کریں اور اس مقصد کے لیے اپنی تحریری اور تقریری صلاحیتوں کو روئے کار لائیں۔ مسلسل چار سال تک راقم الحروف نے یہ کام بالکل تن تنہا کیا اور اسے کسی جماعت یا تنظیم کے قیام کا خیال تو در کنار کسی انجمن یا ادارے کی تشکیل کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو وسعت عطا فرما دی ہے اور کچھ لوگوں کو تعلیم و تعلم قرآن کے اس عظیم کام میں شرکت کی توفیق بھی عطا کر دی ہے تو بعض ناگزیر تقاضے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن میں پیسے کا مصرف لابدّ منہ ہے جو صرف سینکڑوں اور ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں اور اگر اللہ نے چاہا تو کروڑوں میں ہوگا۔

ان تقاضوں میں سے اوّلین یہ ہے کہ اس تحریکِ 'رجوع الی القرآن' کا ایک مرکز ہو جو نہ صرف یہ کہ اس کے وابستگان کے باہمی رابطے کا ذریعہ بنے بلکہ وہاں تعلیم و تعلم قرآن کے لیے مناسب ماحول پیدا کیا جائے، مراجعت کے لیے ضروری کتب موجود ہوں اور جو نوجوان اس کام میں ہمہ تن لگنے کو تیار ہوں ان کی تعلیم و تربیت کا معقول بندوبست ہو۔ ثانیاً ایسے نوجوانوں کی کفالت کا اہتمام بھی ضروری ہے جو اس کام کے لیے پوری زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں۔

مزید برآں نشر و اشاعت اور طباعت کتب دعوائد کا کام ہے جس کے لیے زرِ کثیر کی حاجت ہے۔ پھر مطبوعات چاہے مفت تقسیم ہوں چاہے لاگت سے بھی کم (SUBSIDISED) قیمت پر چاہے مناسب نفع کے ساتھ بہرحال اس کے لیے ایک باقاعدہ نظم ضروری ہے۔

مجوزہ انجمن دراصل ان ہی کاموں کے لیے ضروری سرمائے کی فراہمی اور ان کے ضمن میں اخراجات وغیرہ کی مناسب نگرانی کے لیے قائم کی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ڈھانچہ ایسا تجویز کیا گیا ہے کہ جو لوگ جس قدر زیادہ سرمایہ اس کام کے لیے پیش کریں اخراجات کی نگرانی میں ان کا حصہ اسی قدر زیادہ ہو تاکہ انھیں اطمینان رہے کہ ان کا سرمایہ ان ہی مقاصد کے لیے صرف ہو رہا ہے جن کے لیے انھوں نے پیش کیا تھا۔

دوسرا اعتراض جو اس جمہوریت نواز بلکہ جمہوریت پرست دور میں انجمن کے مجوزہ خاکے کے بارے میں پیدا ہونا لازمی ہے یہ ہے کہ اس میں صدرِ مؤسس کی حیثیت تحکمانہ ہی نہیں آمرانہ ہے۔ اس ضمن میں ہم اس اعتراف میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ ہمارے نزدیک کسی دینی خدمت خصوصاً احیائی کوشش کے لیے جو بھی انجمن یا ادارہ وجود میں آئے یا جماعت یا تنظیم قائم ہو اس کا نظم اسی نوعیت کا ہونا چاہیے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اس طرح کی کسی بھی کوشش کا آغاز بالعموم اسی طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے دل میں اس کام کے لیے ایک شدید داعیہ بھی پیدا فرما دیتا ہے اور اس سلسلے میں موجود الوقت ظروف و احوال کی مناسبت سے اسے کسی خاص طریقِ کار اور منہجِ عمل کے لیے انشراحِ صدر بھی عطا فرما دیتا ہے، تب یہ فرد اس کام کو لے کر اٹھتا ہے اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے اور صلائے عام دیتا ہے کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ[۱] چنانچہ جن لوگوں کو اس کے خیالات سے اتفاق اور خود اس پر شخصی اعتبار سے فی الجملہ اعتماد ہوتا ہے وہ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اسے آپ سے آپ ان لوگوں کی رہنمائی کا منصب حاصل ہو جاتا ہے۔

اب صاف اور سیدھی سی صورت یہی ہے کہ اس حقیقت کو خود بھی قبول کیا جائے اور اسی کا اعلانِ عام بھی ہو تاکہ جو بھی آئے اس صورت کو فرضاً قبول کر کے آئے اور بصورتِ دیگر اپنے لیے کوئی اور راہ تجویز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی تاریخ کے دوران میں جو احیائی کوششیں ہوئیں ان سب کا کم از کم تحریکِ شہیدینؒ کے زمانے تک تو نظم یہی رہا ہے کہ ایک شخص بحیثیت داعی اٹھتا ہے اور جو لوگ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں وہ آپ سے آپ ایک جماعت بن جاتے ہیں۔ نہ کوئی شرائطِ رکنیت ہوتی ہیں نہ فارمِ داخلہ، نہ کہیں "پانچسالہ" انتخاب کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے نہ ہی امیر اور شوریٰ کے درمیان اختیارات کی تقسیم کے لیے پیچ در پیچ فارمولے ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی استعفیٰ یا اخراج کے لیے کوئی ضابطہ بنایا جاتا ہے۔ بلکہ ایک شخص اپنے ذاتی احساسِ فرض کے تحت کام کا آغاز کر دیتا ہے۔ پھر جس جس کو اس کے خیالات سے اتفاق اور اس کی ذات پر اعتماد ہوتا ہے اس کا ساتھ دیتا رہتا ہے اور جونہی یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بات موجود نہیں رہتی اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنا راستہ لیتا ہے اور خواہ مخواہ "ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ"[۲] کے قسم کے قضیے کھڑے کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ یہ بالکل دوسری بات ہے کہ وہ داعی اگر واقعی مخلص ہے اور خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے اور "وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا"[۳] کا مصداق بننے کا شوقین نہیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ جماعت میں شورائیت کا ماحول قائم رکھے۔ تاکہ اطمینان و اعتماد کی فضا برقرار رہے۔

ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہمارا ذہن بالکل یکسو ہے۔ ہم نے مجوزہ انجمن کے لیے قواعد و ضوابط کا یہ تھوڑا سا کھکیڑ بھی صرف اس لیے مول لیا ہے کہ ایک تو یہ جماعت نہیں انجمن ہے اور دوسرے اس کی لامحالہ کچھ جائداد بھی ہوگی جس کی تولیت کا معاملہ خالص قانونی ہے، ورنہ اگر خدا نے چاہا اور کسی ہمہ گیر دعوت کے آغاز کی توفیق بارگاہِ رب العزت سے ارزانی ہوگئی تو اس کا معاملہ انشاء اللہ خالصتہً اسی نہج پر ہوگا جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے تعلیم و تعلّم قرآن کے جس کام کا علم اٹھایا ہے اس کی ابتدا بھی اسی فطری نہج پر ہوئی تھی کہ ایک شخص کے دل میں اس کا داعیہ پیدا ہوا اور اسے کامل انشراح ہو گیا کہ فی الوقت کرنے کا "اصل کام" یہی ہے (کہ جا ایں جا است!) چنانچہ اس نے تن تنہا سفر کا آغاز کر دیا۔ تاآنکہ اب صورت یہ ہے کہ جیسا کہ بالکل ابتداء میں عرض کیا گیا تھا، کچھ لوگوں نے اس کی نصرت پر کمر ہمت کس لی ہے۔ اس فطری صورت حال کو صرف موجود الوقت رجحانات کے دباؤ کے تحت "جمہوری" رنگ دینا نہ صرف یہ کہ ایک خواہ مخواہ کا تکلف اور تصنع ہے بلکہ خدشہ یہ ہے کہ اس طرح تمام وقت قواعد و ضوابط کی خانہ پری، اور حدود و اختیارات کی رسہ کشی کی نذر ہو کے رہ جائے گا اور کام کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ بنابریں ہم نے وہی راستہ اختیار کیا ہے جو مطابق واقعہ بھی ہے اور کام کی مقدار اور رفتار کے اعتبار سے موزوں تر بھی! اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص و اخلاص کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں اپنے دین کی بالعموم اور اپنی کتابِ عزیز کی بالخصوص خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خاکسار اسرار احمد

---

۱ کون ہے میرا مددگار خدا کی راہ میں؟ (سورۃ صف) ۲ اختیارات میں کوئی حصہ ہمارا بھی ہے کہ نہیں؟ (سورۃ آل عمران) ۳ مت بنو اس عورت کے مانند جس نے محنت سے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ سورۃ نحل

مرکزی **انجمن خدّام القرآن** لاہور

کے قیام کا مقصد

مَنبعِ ایمان ——— اور ——— سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم و حکمت** کی

وسیع پیمانے ——— اور ——— اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ——— اور ——— غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

زیر تعمیر قرآن اکیڈمی

اس صفحے کے دوسری جانب قرآن اکیڈمی کی زیرتعمیر عمارت کی دو تصویریں دی جا رہی ہیں ● قرآن اکیڈمی کی تجویز انجمن خدام القرآن کے صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ذہن میں آج سے پورے دس سال قبل آئی تھی اور وہ میثاق، کے جون ۶۷ء کے شمارے میں پورے شرح بسط کے ساتھ شائع بھی ہو گئی تھی - ● اس کے لئے ایک قطعہ زمین ایک صاحب خیر نے ماڈل ٹاؤن لاہور میں انجمن کو ہبہ کیا جسے ان کی اجازت سے ڈیڑھ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا گیا اور تقریباً ایک لاکھ کے صرف سے ایک دوسرا قطعہ زمین ماڈل ٹاؤن ہی کے اس حصے میں خریدا گیا جو پنجاب یونیورسٹی کے نیو کیمپس سے بہت قریب ہے ● تعمیر کا آغاز ۱۰ - محرم الحرام، ۱۳۹۶ھ یعنی ۱۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو ہوا- ● اب تک آٹھ رہائشی کوارٹروں پر مشتمل ایک بلاک کی تعمیر بالکل مکمل ہو چکی ہے مجوزہ قرآن ہال کے Basement میں ایک بڑا کمرہ ″25 × ″40 سائز کا اور دو لیکچر روم ″20 × ″30 سائز کے تعمیر ہو چکے ہیں - اصل ہال کی تعمیر تک لیکچر روم انجمن کے دفاتر کے لئے مستعمل ہوگا اور بڑا کمرہ بطور مسجد بھی استعمال ہو گا اور درس قرآن اور دوسرے اجتماعات کے لئے بھی ● اس تعمیر پر اب تک تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے اور پورے منصوبے کی تکمیل کے لیئے لگ بھگ اتنی ہی رقم اور مطلوب ہوگی مطبوعہ تصاویر کے اوپر والی تصویر میں رہائشی کوارٹروں پر مشتمل بلاک نظر آ رہا ہے اور نیچے والی تصویر میں پس منظر میں وہی بلاک ہے اور اس کے سامنے Basement نظر آ رہا ہے ● اللہ تعالیٰ ہی اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا ہے! .... وما النصر الا من عنداللہ !!

Regd. L. No. 7360

Monthly MEESAQ Lahore

Vol. 25 | MAY 1977 | No. 5

زیرتعمیر قرآن اکیڈمی

تفصیل اندر کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں